صلح 1391ہش/جنوری 2012ء
جلد 53۔شمارہ 01۔2012ء

ماہنامہ

انصاراللہ

قارئین کرام کو
نیا سال مبارک ہو!

اراکین مجلس انصاراللہ پاکستان 2011ء صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کے ہمراہ

فی پرچہ قیمت-/20 سالانہ-/200

مدیر
محمد محمود طاہر

تقرر صدر و نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ پاکستان

برائے سال 13-2012ء

مجلس انصاراللہ پاکستان کے صدر اور نائب صدر صف دوم برائے سال 13-2012ء کا انتخاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت مورخہ 10/دسمبر 2011ء کو مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی صدارت میں منعقد ہوا۔ انتخاب کی رپورٹ پیش ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کی بطور صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب کی بطور نائب صدر صف دوم منظوری عطا کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

''اکثریتی ووٹ حاصل کرنے والے منظور ہیں''

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تقرر ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آمین

قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان

اراکین خصوصی و اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان

برائے سال 2012ء / 1391 ھش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ سال 2012ء کے لئے درج ذیل اراکین خصوصی و مجلس عاملہ کی منظوری عطا فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے''۔ آمین

1) محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب
2) محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب
3) محترم چوہدری حمید اللہ صاحب
4) محترم میر محمود احمد ناصر صاحب

نمبر شمار	عہدہ	نام عہدیدار
1	نائب صدر اوّل	مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب
2	نائب صدر صف دوم	مکرم سیّد محمود احمد شاہ صاحب
3	نائب صدر	مکرم سیّد قاسم احمد شاہ صاحب
4	نائب صدر	مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب
5	قائد عمومی	مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب
6	قائد تعلیم	مکرم سیّد قمر سلیمان احمد صاحب
7	قائد تربیت	مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب
8	قائد تربیت نومبائعین	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
9	قائد ایثار	مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب
10	قائد اصلاح وارشاد	مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب
11	قائد ذہانت وصحت جسمانی	مکرم عبدالجلیل صادق صاحب
12	قائد مال	مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب
13	قائد وقف جدید	مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب
14	قائد تحریک جدید	مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب
15	قائد تجنید	مکرم سیّد طاہر احمد صاحب
16	قائد اشاعت	مکرم مرزا افضل احمد صاحب
17	قائد تعلیم القرآن	مکرم عبدالسمیع خان صاحب
18	آڈیٹر	مکرم سیّد غلام احمد فرخ صاحب
19	زعیم اعلیٰ ربوہ	مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب
20	معاون صدر	مکرم منیر احمد بسمل چٹھہ صاحب
21	معاون صدر	مکرم محمد محمود طاہر صاحب
22	معاون صدر (برائے تاریخ انصاراللہ)	مکرم مبشر احمد ایاز صاحب
	مدیر ماہنامہ انصاراللہ	مکرم احمد طاہر مرزا صاحب

خاکسار

حافظ مظفر احمد

صدر مجلس انصاراللہ پاکستان

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

صلح 1391ھش جنوری 2012ء
جلد 53
شمارہ 01

فون نمبر 047-6212982۔فیکس 047-6214631
موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250)
ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ
☆ محمود احمد اشرف
☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: حافظ عبدالمنان کوثر
پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
کمپوزنگ و ڈیزائننگ: فرحان احمد ڈکاء
مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ پاکستان
دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)

شرح چندہ پاکستان

سالانہ............200 روپے

قیمت فی پرچہ........ 20 روپے

اس شمارہ میں

قارئین کرام کو سال نو 2012ء مبارک ہو!

اداریہ 2
القرآن والحدیث 3
کلام الامام 4
عربی منظوم کلام 5
فارسی منظوم کلام 6
اردو منظوم کلام 7
حضور انور کا پوپ بینڈ یکٹ کو خط 8
سیرت المہدی کا ایک ورق (حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب) 9-14
نماز میں لذت کی دعا، نفلی روزہ کی تحریک 15
خدا سے سچے تعلق کا اظہار۔نماز (منیر احمد شاہین صاحب) 16-22
مسئلہ عاق اور ایک اعتراض کا جواب (حافظ مظفر احمد صاحب) 23-27
نظم۔تحریک جدید (عبدالسلام اسلام صاحب) 28
شوریٰ انصار اللہ پاکستان 2011ء (رپورٹ: محمد محمود طاہر صاحب) 29-30
شفاء للناس (نذیر احمد سانول صاحب) 31-34
اخبار مجالس (قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان) 35-40

☆☆☆☆☆☆☆

اداریہ

سال نو کا عزم

قارئین کرام کو سال نو 2012ء مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ سال کل بنی نوع انسان اور جماعت احمدیہ کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت لانے والا ہو اور دکھی انسانیت کے دکھوں اور آلام پر مرہم رکھنے والا ہو۔

ایک سال ہماری زندگی کا اور گزر گیا۔ گنتی کے لحاظ سے تو ہماری عمروں میں ایک سال کا اضافہ ہو گیا لیکن اصل میں ہماری عمر کا ایک سال کم ہو گیا ہے۔ گزرا ہوا سال ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ وقت بہت کم ہے اور کام بہت زیادہ ہیں۔ اپنے کل کی فکر کرو کہ آنے والے وقت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ گزرا ہوا سال ہمیں یہ بھی توجہ دلاتا ہے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرو کہ تم نے سال گزشتہ میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ لیکن اپنے دامن اعمال کے پلڑا کو ہلکا محسوس کرتے ہوئے مایوسی کا شکار نہیں ہونا بلکہ اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے بجالا کر ان کا پلڑا بھاری رکھنے کی کوشش کرنی ہے اور ساتھ ساتھ اپنے مولیٰ سے ان اعمال کی مقبولیت اور ان کے اجر کے لئے دعا کرنی ہے۔

موجودہ زمانہ کی مصروف زندگی میں جس تیزی سے ماہ و سال گزر رہے ہیں ان میں ہر ایک کو یہ فکر دامن گیر ہونی چاہئے کہ وہ ان ماہ و سال کا صحیح استعمال کر رہا ہو۔ اس کی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہو کیونکہ ہم اس بزرگ مسیح کے ماننے والے ہیں جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ خبر دی تھی کہ اس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ یہ الہام ہمیں سلسلہ کی مقبول خدمت اور اپنی بھرپور عملی زندگی گزارنے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اگر سال گزشتہ میں ہمارے کئی لمحات بے سود ہو کر ضائع ہو گئے ہیں تو ہمیں نئے سال میں یہ عزم کرنا ہے کہ ہم نے اپنے وقت کی قدر کو پہچاننا ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کا مورد بنتے ہوئے اپنے وقت کو ضائع نہیں ہونے دینا بلکہ ہمارا لمحہ لمحہ ذکر الٰہی اور سلسلہ کی خدمت میں گزرنا چاہئے۔ روزگار کے لئے ہم وقت کثیر خرچ کرتے ہیں لیکن اس کے بعد بھی ہمارے پاس بہت سا وقت موجود ہوتا ہے جو یاد الٰہی اور خدمت سلسلہ میں صرف ہو سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم نئے سال میں اپنے وقت کی قدر کو پہچاننے والے ہوں اور اپنے وقت کا صحیح اور بھرپور استعمال کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے غلام بن جائیں۔ آمین۔

القرآن

ممانعت تحقیر و تمسخر

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ. وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ. بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ. وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ. (الحجرات:12)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

-----O-----O-----

حدیث نبوی ﷺ

احترام آدمیت

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ۔ (ترمذی ابواب الجہاد باب ما جاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کمزوروں میں مجھے تلاش کرو۔ یعنی میں ان کے ساتھ ہوں اور ان کی مدد کرکے تم میری رضا حاصل کر سکتے ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے ہی تم خدا کی مدد پاتے ہو اور اس کے حضور سے رزق کے مستحق بنتے ہو۔

-----O-----O-----

کلام الامام

لمبی عمر پانے کا نسخہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

''دُوسروں کے لئے دُعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دُوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں، اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) اور دُوسری قسم کی ہمدردی چونکہ محدود ہیں۔ اس لیے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے۔ وُہ یہی دُعا کی خیر جاری ہے۔ جب کہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دُعا کے ساتھ اُٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دُنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے۔ اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے۔ وہ جلدی اُٹھالیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا۔ وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خَیۡرُ النَّاسِ مَنۡ یَّنۡفَعُ النَّاسَ بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے۔ جیسے طبابت میں حیلہ کام آتا ہے۔ اسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دُوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 353)

عربی منظوم کلام

وَاُعْطِیْتُ رُعْباً عِنْدَ صَمْتِیْ مِنَ السَّمَا

وَعِنْدِیْ دُمُوْعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَاقِیَا　　وَعِنْدِیْ صُرَاخٌ لَّا یَرَاہُ الْمُکَفِّرُ

اور میرے آنسو گوشہ ہائے چشم سے باہر نکل آئے ہیں اور میں ایسی چیخ و پکار کرتا ہوں جسے مکفر نہیں دیکھتا۔

وَلِیْ دَعْوَاتٌ یَّصْعَدَنَّ اِلَی السَّمَاء　　وَلِیْ کَلِمَاتٌ فِیْ الصَّلَایَۃِ تَقْعَرُ

اور میری دعائیں ایسی ہیں جو آسمان پر جاتی ہیں اور میرے کلمات پتھر میں اثر کرتے ہیں۔

وَاُعْطِیْتُ تَأْثِیْرًا مِّنَ اللّٰہِ خَالِقِیْ　　فَیَأْوِیْ اِلٰی قَوْلِیْ جَنَانٌ مُّطَھَّرُ

اور مجھے اپنے خالق خدا کی طرف سے تاثیر بخشی گئی ہے۔پس پاک دل میرے قول کی طرف پناہ لیتا ہے۔

وَاِنَّ جِنَانِیْ جَاذِبٌ بِصَفَائِہٖ　　وَاِنَّ بَیَانِیْ فِیْ الصُّخُوْرِ یُؤَثِّر

اور بے شک میرا دل اپنے صاف ہونے کی وجہ سے جاذب ہے اور بلا شبہ میرا بیان چٹانوں میں بھی اثر کرتا ہے۔

حَفَرْتُ جِبَالَ النَّفْسِ مِنْ قُوَّۃِ الْعُلٰی　　فَصَارَ فُؤَادِیْ مِثْلَ نَھْرٍ یُّفَجَّرُ

میں نے خدا داد طاقت سے نفس کے پہاڑوں کو کھودا پس میرا دل نہر کی طرح ہوگیا ہے جو جاری کی جاتی ہے۔

وَاُعْطِیْتُ رُعْباً عِنْدَ صَمْتِیْ مِنَ السَّمَا　　وَقَوْلِیْ سِنَانٌ اَوْ حُسَامٌ مُّشَھَّرُ

اور اپنی خاموشی کے وقت مجھے آسمان سے رعب عطا کیا گیا ہے اور میرا قول نیزہ یا شمشیر برہنہ ہے۔

(القصائد الاحمدیہ مترجم صفحہ: 293)

فارسی منظوم کلام

بر آں سرم کہ سرو جاں فدائے تو بکنم

محبت تو ، دوائے ہزار بیماری است بروئے تو کہ، رہائی دریں گرفتاری است

تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے تیرے منہ کی قسم کہ اس گرفتاری ہی میں اصل آزادی ہے۔

پناہ روئے تو جستن ،نہ طور مستان است کہ آمدن بہ پناہت کمال ہشیاری است

تیری پناہ ڈھونڈنا دیوانوں کا طریقہ نہیں ہے بلکہ تیری پناہ میں آنا ہی کو کمال درجہ کی عقل مندی ہے۔

متاع مہر رخ تو ، نہاں نخواہم داشت کہ خفیہ داشتن عشق تو ، زغداری است

میں تیری محبت کی دولت کو ہر گز نہیں چھپاؤں گا۔کہ تیرے عشق کا مخفی رکھنا بھی ایک غداری ہے۔

برآں سرم کہ سرو جاں فدائے تو بکنم کہ جاں بیار سپردن ،حقیقت یاری است

میں تیار ہوں کہ جان و دل تجھ پر قربان کر دوں کیونکہ جان کو محبوب کے سپرد کر دینا ہی اصل دوستی ہے۔

(درثمین فارسی مترجم صفحہ:212)

اردو منظوم کلام

اے خدا اے چارہ ساز درد ہم کو خود بچا

ٹوٹے کاموں کو بناوے جب نگاہ فضل ہو
پھر بنا کر توڑ دے اک دم میں کر دے تار تار

تو ہی بگڑی کو بناوے توڑ دے جب بن چکا
تیرے بھیدوں کو نہ پاوے سو کرے کوئی بچار

جب کوئی دل ظلمت عصیاں میں ہووے مبتلا
تیرے بن روشن نہ ہووے گو چڑھے سورج ہزار

اس جہاں میں خواہش آزادگی بے سود ہے
اک تری قید محبت ہے جو کر دے رستگار

دل جو خالی ہو گداز عشق سے وہ دل ہے کیا
دل وہ ہے جس کو نہیں بے دلبر یکتا قرار

فقر کی منزل کا ہے اول قدم نفئ وجود
پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہر یار

تلخ ہوتا ہے ثمر جب تک کہ ہو وہ ناتمام
اس طرح ایماں بھی ہے جب تک نہ ہو کامل پیار

تیرے منہ کی بھوک نے دل کو کیا زیر و زبر
اے مرے فردوس اعلیٰ! اب گرا مجھ پر ثمار

اے خدا اے چارہ ساز درد ہم کو خود بچا
اے مرے زخموں کے مرہم دیکھ میرا دل فگار

باغ میں تیری محبت کے عجب دیکھے ہمیں پھل
ملتے ہیں مشکل سے ایسے سیب اور ایسے انار

تیرے بن اے میری جاں یہ زندگی کیا خاک ہے
ایسے جینے سے تو بہتر مر کے ہو جانا غبار

(درثمین اردو صفحہ:167)

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا عزت مآب پوپ بینڈیکٹ کو خط

جماعت احمدیہ برطانیہ کے پریس ریلیز کے مطابق عالمگیر جماعت کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے پوپ بینڈیکٹ XVI کو اپنے براہ راست پیغام میں تحریک کی ہے کہ وہ ساری دنیا میں مذہبی رواداری اور برداشت کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں۔ یہ پیغام صدر جماعت احمدیہ کبابیر مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے ذاتی طور پر پوپ کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے فلسطین اور گردونواح کے چوٹی کے مذہبی راہنماؤں کے ایک وفد کے ہمراہ پوپ سے ویٹیکن سٹی، اٹلی میں ملاقات کی۔ اپنے پیغام میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے دنیا کے خطرناک حالات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ”افسوس کی بات ہے کہ ہم موجودہ حالات کا بغور مشاہدہ کریں تو ہمیں اندازہ ہوسکتا ہے کہ دنیا میں ایک اور عالمگیر جنگ کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ بہت سے ممالک کے پاس نیوکلیئر ہتھیاروں کی موجودگی سے حسد اور دشمنی کے جذبات بڑھ رہے ہیں اور دنیا تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک بہت اہم بات ہے کہ ہم فوری طور پر دنیا کو بچانے کے لئے اپنی کوششیں تیز کر دیں بنی نوع انسان کو اپنے خالق کو پہچاننے کی شدید ضرورت ہے کیونکہ انسانیت کی حفاظت کے لئے یہی ایک راستہ ہے۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے مزید لکھا کہ دنیا کو مذاہب کی سچی تعلیم پر غور کرنا چاہئے نہ کہ ان سے وابستہ بعض افراد یا گروہوں کے گمراہ کن اعمال پر!

انہوں نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص کسی ایسی تعلیم پر جس سے وہ وابستگی کا اعلان کرتا ہے پوری طرح عمل نہ کرے تو یہ اس شخص کی غلطی ہے نہ کہ اس مذہبی تعلیم کی۔ ابتداء سے آخیر تک قرآن مجید محبت، امن، پیار، صلح اور قربانی کی روح کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص دین حق کو ایک تشدد پسند اور قتل و غارت گری کا مذہب قرار دے تو اس کا حقیقی دینی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں“۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا ”جماعت احمدیہ سچی (دینی) تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ اور خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر کوئی گرجا یا کسی اور معبد کی حفاظت کا سوال ہو تو ہم ان کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں گے۔ ہماری (بیوت الذکر) سے اگر کوئی پیغام جاری ہوگا تو یہی کہ ”اللہ سب سے بڑا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں“۔

حضور اقدس نے اس پیغام کے خاتمے پر دنیا میں امن کے قیام کی دعا کی اور تمام فریقوں کو اپنے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے کوششیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

آپ نے فرمایا: ”میری دعا ہے کہ ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں اور محبت اور امن کے قیام کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور اپنے خالق کو پہچان سکیں۔ ہم خود دعا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں کہ دنیا تباہی سے بچ جائے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہم اس تباہی سے بچ جائیں جو ہماری منتظر ہے“۔ آمین۔

(نوٹ: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 9/دسمبر 2011ء میں بھی اپنے اس خط کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں)

سیرت المہدی کا ایک ورق

محبت الٰہی، محبت رسولؐ اور محبت کتاب الٰہی

(تقریر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب برموقع جلسہ سالانہ ربوہ 1956ء)

''سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 14/شوال 1250ھ کو پیدا ہوئے اور 24/ربیع الثانی 1326ھ کو حضور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ حضور علیہ السلام کی یہ 76 سالہ زندگی درحقیقت قرآن مجید کی ایک عملی تفسیر تھی۔ سوتے جاگتے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، غصہ میں یا خوشی میں غرض ہر حالت میں حضور نے ہمیشہ (دین حق) اور قرآن مجید کی تعلیم کو ملحوظ رکھا اور اپنی زندگی کو ان عظیم ذمہ داریوں کے مطابق گزارا۔ جو دین (حق) کے احیاء کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے کندھوں پر ڈالی گئی تھیں۔ آپ کی زندگی میں تصنع اور تکلف نام تک کو نہیں تھا۔ بلکہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:
کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارکہ مجسم قرآن ہی تھے۔ حضورؐ کے خادم اور غلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی اپنے محبوب پیشوا کی اتباع میں اسی رنگ میں زندگی گزاری اور قرآن مجید کی عملی تفسیر پیش کر دی۔...... یہ چیز قطعاً قطعاً کسی تکلف یا بناوٹ کے نتیجہ میں نہیں تھی۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ نے حضور کی دستگیری فرمائی اور حضور کی زندگی کو اس راستے پر ڈالا جس پر وہ اس سے پہلے دوسرے نبیوں اور نبیوں کے سردار سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چلا چکا تھا۔

دعویٰ ماموریت سے پہلے کی زندگی

دعویٰ ماموریت سے پہلے جو حضور نے زندگی گزاری وہ اس قدر پاک بے عیب اور بے داغ تھی کہ ہر دشمن اور ہر دوست اس پر گواہ ہے۔ رجوع الی اللہ اور دنیوی علائق سے بے رغبتی اس حد تک تھی کہ قادیان اور مضافات قادیان کے ہندو سکھ اور دوسرے بھی لوگ آپ کو خلوت نشین خدا کا بزرگ سمجھتے تھے۔ اس عالم میں آپ نے اپنے دوستوں سے، اپنے رشتہ داروں سے، اپنے ملنے والوں سے جس قسم کے تعلقات رکھے اور جو حسن سلوک کیا۔ وہ خود اپنی ذات میں اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن گراں بار ذمہ داریوں کے لئے بعد میں آپ کو کھڑا کیا۔ ابتداء میں ہی خدا کی مشیت آپ کے جسم و جان اور اخلاق و عادات کو اس غرض کے لئے تیار کر رہی تھی۔

دعویٰ ماموریت کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنے فرائض کو جس طرح نبھایا اور دین (حق) کی جس رنگ میں خدمت کی۔ اس کا زبانی اور تحریری اعتراف ہزاروں اور

لاکھوں دوستوں اور دشمنوں نے کیا اور اس کا عملی اقرار خود آپ لوگوں کا وجود ہے جو اس جگہ دور و دراز سے صرف اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ خدا کے اس مامور کے لائے ہوئے مشن کی بڑھتی ہوئی ترقی کو دیکھیں اور خدا کا شکر ادا کریں۔

بعثت کا مقصد خدمتِ دین

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اور آپ کی آمد کا مقصد قرآن مجید اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق دینِ (حق) کی خدمت اور اشاعت تھی۔ خود آپ علیہ السلام کا الہام ہے۔ یُحْیِ الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ (تذکرہ مجموعہ الہامات، ایڈیشن چہارم ص:546)

ایسے عظیم الشان مقصد کی تکمیل کے لئے جس رنگ کے جذبہ واخلاص اور ہمت وعزم کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پوری فراخی سے آپ کو عطا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور اس کے فضل سے اپنی کامیابی پر یقین حضور کو اس قدر تھا کہ دنیا کا بڑے سے بڑا پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا تھا۔ لیکن حضور کے یقین اور استقامت میں کوئی فرق نہ آ سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الٰہی بشارات اور خدا تعالیٰ کے وعدوں پر جس قدر یقین اور وثوق تھا اس کا موٹا سا اندازہ حضور کی کتاب ''تجلیات الٰہیہ'' کے اس اقتباس سے ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر ہے''

جس پیغام کو لے کر حضور آئے تھے اس کی کامیابی کے متعلق جس قسم کا وثوق اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل حضور کو تھا وہ حضور کے اس سادہ سے اردو شعر سے بڑی وضاحت سے عیاں ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

حضور کا یہ جذبۂ توکل اور یقین اس حد تک تھا کہ بعض دفعہ اپنی پیشگوئیوں کا ذکر کر کے فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی ہوئی ہیں اس لئے وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی اور اگر وہ پوری نہ ہوں تو میں اس بات کے لئے تیار ہوں کہ مجھے مفتری قرار دے کر برسرِ عام پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جائے تا کہ میرا وجود دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہو۔

حضور کا یہ طرزِ عمل جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ کے کلام پر کس قدر یقین تھا وہاں یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضور اپنے دعوے میں کس قدر صادق اور سچے تھے ورنہ کوئی جھوٹا انسان ہرگز ہرگز یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ:۔

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و راہنما

اے کہ مے داری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
تو دیدہ استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تباہ کن کارِ من

اللہ تعالیٰ پر اس توکل کے جذبہ اور اس کے الہامات کی صداقت پر یقین کے علاوہ دوسری چیز جو حضور کی ساری زندگی میں جاری و ساری رہی اور جس نے حضور کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہمیشہ حضور کو سہارا دیئے رکھا۔ وہ رسولِ پاک سرور کائنات حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی اور دراصل یہی وہ زینہ تھا جس سے ہو کر وہ محبتِ خدا کی بلند اور رفیع الشان منزل میں داخل ہوئے اور جس کے واسطے سے ہی حضور نے فنافی اللہ کا مقام حاصل کیا۔

حضرت محمد ﷺ سے محبت

آپ کے دل میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک ایسا عظیم الشان محرک تھا جس نے آپ کی خوابیدہ طاقتوں کو بیدار اور کمزور صلاحیتوں کو مضبوط اور طاقتور بنا دیا اور پھر جس کے نتیجہ میں حضور نے خدمت (دین حق) کا وہ شاندار کام کیا جس نے ''غلامانِ محمدؐ'' میں سے آپ کو سب سے اعلیٰ اور نمایاں مقام عطا کر دیا۔ اپنی ایک اردو نظم میں حضور اسی جذبہ کا اظہار فرماتے ہیں :

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

حضور کی ایک فارسی نظم کے دو شعر ہیں۔

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
جانم فدا شود برہِ دین مصطفےٰ
ایں است کامِ دل اگر آید میسّرم

یعنی خدا سے اتر کر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی شراب سے متوالا ہو رہا ہوں اور اگر یہ بات کفر میں داخل ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ میرے دل کا واحد مقصد یہ ہے کہ میری جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رستے میں قربان ہو جائے۔ خدا کرے کہ مجھے یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ ایک اور جگہ حضور علیہ السلام اپنے اسی عشق و محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمد است

یعنی میرے جان و دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خداداد پر قربان ہیں اور میں آپ کی آل و عیال کے

کوچہ کی خاکساری پر نثار ہوں۔ میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سنا کہ ہر کون ومکان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کی ندا آرہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت میں یہ تو وہ جذبات ہیں۔جن کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الفاظ میں فرمایا ہے اور اس قسم کی سینکڑوں مثالیں حضور کی نظم ونثر میں اعلیٰ سے اعلیٰ رنگ میں جا بجا ملتی ہیں۔لیکن حضور کا یہ جذبہ محبت محض الفاظ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ حضور کی عملی کیفیت بھی اس بات پر بڑی خوبی سے روشنی ڈالتی تھی کہ حضور کے قلبِ صافی میں اپنے آقا ومولا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کس قدر محبت غیرت اور عشق کے جذبات موجزن ہوا کرتے تھے حضور کی زندگی کا یہ بڑا ہی مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب مشہور آریہ پنڈت لیکھرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا۔تو آپ نے پنڈت لیکھرام کا سلام تک قبول کرنا پسند نہ کیا اور دوسری طرف منہ پھیر کر خاموش ہوگئے اور جب کسی ساتھی نے دوبارہ توجہ دلائی تو غیرت اور غصہ کے الفاظ میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے"

بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسی برگزیدہ ہستی جس کا دوستوں اور دشمنوں سے انتہائی خوش اخلاقی کا سلوک تھا۔ان کا یہ طرزِ عمل دراصل اس عشق ومحبت کے اتھاہ سمندر پر روشنی ڈالتا ہے جو حضور کے دل میں اپنے آقا مخدوم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی۔

وہاں سے اٹھ کر چلے آنا چاہئے تھا

اسی طرح مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ آریوں نے لاہور میں جلسہ کیا۔جس میں ہندو عیسائی اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔اس جلسہ کے متعلق آریوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کوئی بات ہی نہیں کریں گے جس سے دوسرے مذاہب والوں کی دل شکنی ہو ان کے بزرگوں پر کسی قسم کا ناروا اعتراض ہو۔بلکہ ہر بولنے والے سے کہا گیا تھا کہ وہ صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے پر اکتفا کرے۔اس دعوت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قبول فرمالیا چنانچہ اس موقع پر حضور نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو جو بعد میں آپ کے خلیفہ اول منتخب ہوئے تھے وہاں بھجوایا۔لیکن آریوں نے اپنے قدیم دستور کے ماتحت اپنے لیکچروں میں (دین حق) اور بانی اسلام کی ذات پر استہزاء، مذاق اور ناروا اعتراضات شروع کردیئے۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔

انہوں نے بیان فرمایا کہ مجھے اس وقت خیال آیا کہ میں اٹھ کر اس مجلس سے چلا جاؤں۔لیکن چونکہ حضرت مولوی نورالدین صاحب (۔) اس جگہ موجود تھے۔اس لئے آپ نے ان کی موجودگی میں بطور خود اٹھ کر جانا مناسب خیال نہ کیا۔جس وقت یہ قافلہ واپس قادیان پہنچا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کی خبر ملی۔تو آپ کو اتنا غصہ اور رنج ہوا کہ جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی تھی۔آپ نے مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی سے فرمایا کہ وہ

آیت پڑھیں جس میں یہ ذکر ہے کہ جب آیات اللہ سے تمسخر کیا جائے۔تو وہاں سے اٹھ کر چلے آنا چاہئے۔ چنانچہ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے یہ آیت پڑھی۔

وَ قَدْ نَزَلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَءُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِي حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۔(النساء: 141)

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نورالدین صاحب سے سخت خفگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ آپ اٹھ کر کیوں نہ آ گئے۔

یہ اس بات کی مثال ہے کہ ایسا شخص جس کا مزاج دشمن کے لئے بھی حلم کا انتہائی درجہ رکھتا تھا اور جس کو غصہ کبھی آتا ہی نہ تھا۔ وہ (دین حق) کی تعلیم اور (دین حق) کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے شعائر کی ہتک کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اگر ایسا فعل کسی معمولی سے رنگ میں بھی اپنے کسی عزیز سے عزیز مرید سے بھی سرزد ہوتا تھا تو وہ اس سے بھی سخت ناراضگی اور خفگی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے تھے۔

آپؑ کو آنحضرت ﷺ سے بے مثال عشق تھا

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو ہماری پہلی والدہ سے تھے۔انہوں نے ابھی حضور کی بیعت نہیں کی تھی کہ مجھ سے ایک دن کہنے لگے کہ میرا یقین ہے کہ والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر عشق اور محبت ہے۔ اس کی مثال نہ اس سے پہلے ملتی ہے اور نہ اس کے بعد ہی ملے گی۔

مرزا سلطان احمد صاحب کا یہ تاثر اس وقت کا ہے جب وہ ابھی احمدی بھی نہیں تھے اور حضرت صاحب کے دعاوی کے موید نہیں تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے حضور کی زندگی کا جو بغور جائزہ لیا تھا۔اس میں اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق ہیں۔

محبت قرآن کریم

محبت الٰہی اور محبت رسول کے بعد تیسرا نمایاں جذبہ جو حضور کی ساری زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے اور جو دراصل آپ کے مشن کی بنیاد کے طور پر رہا ہے وہ ’’محبت قرآن کریم‘‘ ہے۔قرآن کریم کی خدمت اور اشاعت ہی دراصل آپ کا مقصد تھا اور اس مقصد کے حصول اور تکمیل کے لئے انتہائی اور شغف جو اس کتاب الٰہی سے آپ کو ہونا چاہئے تھا۔آپ اس کے مالک تھے۔آپ نے اپنی تحریرات میں سینکڑوں جگہ پر قرآن مجید کی جو تعریف کی ہے اور اس کے معارف کو بیان فرمایا ہے وہ بڑی ہی تفصیل طلب ہے اور آپ لوگوں کو بھی احساس ہوگا کہ اس تفصیل میں جانا اس وقت میرا کام نہیں ہے۔ البتہ جو جذبہ اس سلسلہ میں حضور کے دل میں تھا اس کا معمولی سا اندازہ حضور کے صرف اسی شعر سے ہوسکتا ہے:

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

قرآن کریم کے بارہ میں بے احتیاطی برداشت

نہ کرتے عملاً قرآن مجید سے آپ کو کتنی محبت تھی اور اس کا احترام آپ کے دل میں کس قدر تھا۔ اس کی مثال حضور کی زندگی کے اس معمولی سے واقعہ سے مل جاتی ہے کہ حضور کے چھوٹے صاحبزادے مرزا مبارک احمد صاحب جو بچپن میں ہی الٰہی پیشگوئی کے مطابق وفات پا گئے تھے اور حضور جن سے بڑی محبت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بے خبری اور بے احتیاطی میں ان سے قرآن شریف کا صحیح احترام ملحوظ نہ رکھا گیا۔ وہ بھی یوں کہ ایک دفعہ حضرت اماں جان قرآن شریف پڑھ رہی تھیں کہ مرزا مبارک احمد صاحب نے کوئی چیز مانگی اور قرآن شریف کو ہاتھ سے ہٹانے سے اشارہ کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا شدید احساس ہوا کہ یہ جاننے کے باوجود کہ ان کی دانست کو اس میں کوئی دخل نہیں اور یہ بہت ہی چھوٹی عمر کے ہیں۔ بڑی دیر تک حضور ان سے برہم رہے اور شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اسی دن حضور قادیان سے باہر کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور کا یہ طریق تھا کہ جب جاتے تو بچوں سے مل کر جاتے۔ لیکن اس میں ناراضگی کا اتنا اثر تھا کہ حضور اس موقعہ پر مرزا مبارک احمد صاحب کو دیکھ کر بھی نہیں گئے۔ ہمیں احساس تھا کہ حضور کی یہ ناراضگی صرف اور صرف اس لئے ہے کہ مرزا مبارک احمد صاحب سے قرآن مجید کے متعلق یوں بے احتیاطی ہوئی ہے۔

تلاوت کی سعادت

اسی طرح مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بڑی تقطیع کے قرآن شریف پر تلاوت فرما رہے تھے۔ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے اور ہر لفظ پر انگلی رکھتے تھے۔ گویا قرآن شریف کی تلاوت سے جہاں زبان اس کے پڑھنے کی برکت حاصل کر رہی ہے اور آنکھوں کو یہ ثواب ہے کہ وہ اسے دیکھ رہی ہیں اور کان اسے سننے کا اجر پا رہے ہیں۔ وہاں انگلی اور ہاتھ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔

محبت الٰہی، محبت رسولؐ اور محبت کتاب الٰہی یہ تین جذبے ایسے تھے۔ جن پر دراصل حضور علیہ السلام کے سارے کاموں کی بنیاد تھی۔ گویا یہ ایک محور تھا۔ جس کے گرد حضور کی ساری زندگی چکر لگاتی تھی۔ اسی کے ضمن میں حضور کا حلم، ملنساری، محنت و انہماک، استقلال و شجاعت، بیوی بچوں سے سلوک، دوستوں سے تعلقات، دشمنوں سے برتاؤ یہ اور اسی قسم کے دوسرے تمام اخلاق آتے ہیں۔ اس وقت تک حضور کے جو حالات حضور کے زمانہ کے دوستوں کے سینوں میں محفوظ ہیں اور ہم لوگ انہیں سنتے ہیں۔ یا کتابوں میں منتقل ہو چکے ہیں۔ تو ہم انہیں پڑھتے ہیں۔ ان کا ایک ایک جزو میری اس بات کی تصدیق اور تائید کرتا ہے۔‘‘

> ’’ہر ایک صبح تمہارے لیے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لیے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا‘‘۔
>
> (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

نماز میں لذت کی دعا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نماز کیا چیز ہے۔نماز دراصل رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے ۔جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی ۔اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ بکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تا کہ صحت حاصل ہو اسی طرح بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو یہ دعا کرے۔ **کہ اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشنا سا ہے تو ایسا نور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے تو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں۔** جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دے گی ۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 615-616)

دعاؤں اور نفلی روزہ کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اکتوبر 2011ء میں فرمایا:۔

پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو میں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ خاص دعاؤں کی طرف اب پہلے سے بڑھ کر توجہ دیں بلکہ ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہفتے میں ایک نفلی روزہ بھی رکھنا شروع کر دیں۔اسی طرح دنیا میں بسنے والے پاکستانی احمدی بھی اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کیلئے بہت زیادہ دعائیں کریں۔ اسی طرح دنیا بھر کے احمدی بھی جو پاکستانی نہیں ہیں وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کیلئے بہت دعائیں کریں...... ہر احمدی خالص ہو کر ظالموں اور ظلموں سے نجات کیلئے دعا کرے۔یہی ہمارے ہتھیار ہیں اور اسی کی طرف بار بار حضرت مسیح موعود نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔

مجھے یاد ہے خلافت رابعہ میں جب میں ربوہ میں تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مجھے ناظر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔پاکستان کے حالات کے متعلق دعا کی، حالانکہ اس وقت کے حالات آج کل کے حالات کا عشرِ عشیر بھی نہیں تھے۔کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔خواب میں مجھے یہ آواز آئی کہ اگر **سو فیصد پاکستانی احمدی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائیں تو ان حالات کا خاتمہ چند راتوں کی دعاؤں سے ہو سکتا ہے۔** میں پہلے دن سے ہی جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اپنی حالتوں کی درستی کی طرف اور دعاؤں کی طرف بہت توجہ کریں۔

خداتعالیٰ سے سچے تعلق کا اِظہار نماز

(مکرم منیر احمد شاہین صاحب مربی سلسلہ)

انسان کی فطرت میں جو باتیں رکھی گئی ہیں اُن میں سے ایک عبادت کرنا بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ اَے لوگو! تم عبادت کرو اپنے ربّ کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور اُن کو بھی جو تم سے پہلے تھے۔ تا کہ تم تقوٰی اختیار کرو۔ (البقرۃ: 22) پھر ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ میں نے جن و اِنس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔ (الذّاریٰت: 57) سورۃ البقرۃ کی آیت 22 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”عبادت کے لائق وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا یعنی زندہ رہنے والا وہی ہے اُسی سے دِل لگاؤ۔ پس ایمان داری تو یہی ہے کہ خدا سے خاص تعلق رکھا جائے اور سب دوسری چیزوں کو اُس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا جائے اور جو شخص اَولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت اُنہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بُت پرستی ہے“۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ: 454)

پھر دوسری آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کو پہچانے اور اُس کی فرماں برداری کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... میں نے جن اور اِنس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں مگر اَفسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دُنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدِّنظر رکھیں وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دُنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دُنیا کا مال اور اُس کی عزتوں کے ایسے دِلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دِل میں تو ہوتا ہی نہیں وہ دُنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے۔ ہاں اُس وقت پتہ لگتا ہے جب قابضِ ارواح آ کر جان نکال لیتا ہے“۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ: 239)

یہ بات ہمارے روزمرہ کے مشاہدے میں آتی ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا تو فطرت سے مجبور ہو کر کسی نہ کسی کی عبودیت ضرور اِختیار کر لیتا ہے۔ ہم دُنیا میں دیکھتے ہیں کہ کوئی بُتوں کی پوجا میں لگا ہے تو کوئی سورج اور چاند کو پرستش کے لائق سمجھتا ہے۔ کوئی آگ کی عبادت کرتا ہے تو کوئی پانی کی الغرض انسان مختلف طبقات میں بٹا ہوا دِکھائی دیتا ہے۔ لیکن خوش بخت وہی ہے جو اپنے معبودِ حقیقی کی پرستش کرتا ہے جس کے رحم اور فضل کے بغیر زندگی محال ہے۔ وہ واحد و یگانہ ہی عبادت کے لائق ہے اور

یہی مذہب کی بنیاد بھی ہے۔اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق کے اظہار کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں کہ

''کوئی شخص کسی کے ساتھ نیکی کر کے صرف ہنس کے بول لے یا کسی دُکھ کے وقت مدد دے تو آدمی اُس کا ممنون ہو جاتا ہے۔حالانکہ اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب احسان دراصل اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے اس محسن کو پیدا کیا۔ پھر اُس چیز کو جس سے احسان کیا گیا پھر خود اُسے جس پر احسان ہوا۔پس خدا کو بھول جانا انسانیت سے بعید ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی لئے اپنے رنگارنگ انعامات اور احسانات کا ذکر فرماتا ہے چنانچہ یہاں بھی ارشاد کیا کہ لوگو! تم فرماں بردار بن جاؤ کس کے اپنے پالن ہار کے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں ہی نہیں تمہارے بڑوں کو بھی یعنی پُشت ہا پُشت سے اُس محسن کے تم پر احسان چلے آتے ہیں .....فرماں بردار بنو گے تو اس سے کوئی خدا کی خدائی بڑھ نہ جائے گی بلکہ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔وہ یہ کہ تم ہی دُکھوں سے بچو گے''۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ: 113، 114)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''نماز ہر ایک (۔) پر فرض ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے تو آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔نماز کیا ہے یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اُس سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔کبھی اُس کی عظمت اور اُس کے اَحکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اُس کے آگے سجدہ میں گر جانا اُس سے اپنی حاجات کا مانگنا ہی نماز ہے ایک سائل کی طرح کبھی اُس مسئول کی تعریف کرنا کہ تُو ایسا ہے تُو ایسا ہے۔اُس کی عظمت و جلال کا اظہار کر کے اُس کی رحمت کو جُنبش دلانا پھر اُس سے مانگنا۔پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے؟ انسان ہر وقت محتاج ہے اُس سے اُس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اُس کے فضل کا اُس سے خواستگار ہو.....خدا تعالیٰ کی محبت اُسی کا خوف اُسی کی یاد میں دِل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ: 253، 254)

اللہ تعالیٰ سے سچے تعلق کا اِظہار نماز ہی ہے۔ اگر انسان نماز ترک کر دے گا تو گویا کفر و شرک کے راستے پر گامزن ہو جائے گا۔حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز ترک کر دیتا ہے وہ کفر و شرک میں داخل ہو جاتا ہے۔(صحیح مسلم کتاب الایمان) پھر ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ سے پوچھا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دُور کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو، اس

کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔ (بخاری کتاب الادب) نماز ہی وہ حبل اللہ ہے جو بندے اور خالق کے درمیان تعلق قائم کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں۔ اور اگر دس سال کے ہو کر بھی وہ نماز نہ پڑھیں تو بے شک انہیں مناسبِ حال سزا دو۔ (سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

دُنیا میں کون ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ سے میرا ایک زندہ وجاوید تعلق قائم ہو جائے۔ میری زندگی سکون و اطمینان کے ساتھ بسر ہو۔ ہر نوع کی بے چینی سے میں محفوظ رہوں اور اس کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں لوگ طرح طرح کے ذکر، اذکار اور ورد کرتے نظر آتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں موجود علم کی کمی کے باعث لوگ جعلی پیروں، فقیروں کے پیچھے چل پڑتے ہیں کہ کسی طرح سے رُوحانی اور قلبی تسلی پا سکیں۔ لیکن ان کا یہ حال ہے کہ قال اللہ اور قال الرسولؐ کے کسی طور سے بھی پابند نظر نہیں آتے۔ دین کی اصل غرض کو بھلا بیٹھے ہیں اور دین کے نام پر ان کے پاس سوائے رسومات کے کچھ نہیں ہے۔ اس حقیقت سے بکلی ناآشنا ہیں کہ قلوب کی تسکین کیسے ممکن ہے؟ جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ سُنو! اللہ ہی کے ذکر سے دِل اطمینان پاتے ہیں۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان کے لئے بہت پاکیزہ مقام اور بہت ہی عمدہ لوٹنے کی جگہ ہے۔ (الرعد: 29، 30)

اَب سوال یہ ہے کہ اللہ کے ذکر کی سب سے بہترین صورت کون سی ہے جو اختیار کی جائے؟ جب اِس حوالے سے ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے فرمودات کا جائزہ لیتے ہیں تو عقدہ خود ہی حل ہو جاتا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ یقیناً قیامت کے دِن سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا۔ اگر اس میں اِنسان کامیاب ہوا تو یقیناً بامراد ہوا اور نجات پا گیا۔ ورنہ ناکام رہا اور گھاٹے میں رہا۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ) حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”لوگ مال کماتے ہیں، حکومتیں کرتے ہیں، اُن کو اچھی اولاد ملتی ہے، اچھی بیویاں ہوتی ہیں، اچھے دوست ملتے ہیں۔ تجارت میں فائدہ اُٹھاتے ہیں، زراعت میں نفع حاصل کرتے ہیں، علم میں کمال حاصل کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر چیز میں ترقی کرتے ہیں مگر پھر بھی دِل مطمئن نہیں ہوتا۔ ایک خواہش پوری ہوتی ہے تو دو اور تکلیف دہ خواہشات دِل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ہر وقت دِل میں یہ احساس رہتا ہے کہ گویا اَصل چیز جس کی اُنہیں خواہش تھی اُنہیں ابھی نہیں ملی۔ جس طرح ایک بچہ جس کی ماں جدا ہو گئی ہو۔ کبھی کسی کی چھاتی سے لگتا ہے کبھی کسی کی چھاتی سے مگر چین کسی جگہ نہیں پاتا کیونکہ اُسے وہ مقصود جس کی اُسے تلاش تھی حاصل نہیں ہوا۔ یعنی اُس کی حقیقی ماں اُسے نہیں ملتی۔ اسی طرح دُنیاوی ترقی کرنے والوں کا حال ہوتا ہے..... پس چونکہ اَصل مقصد اِنسانی پیدائش کا خدا تعالیٰ کی یاد اور اُس کا ذکر ہی ہے۔ جب

خدا مل جاتا ہے تو کوئی جلن اور تڑپ نہیں رہتی بلکہ اطمینان ہی رہتا ہے۔ جو لوگ دُنیا کی جستجو میں رہتے ہیں اُن کو جس قدر ترقی ملتی ہے اُن کی جلن بڑھتی جاتی ہے۔ مگر جو خدا تعالیٰ کی طرف جاتا ہے اور جس قدر اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُتنا ہی اُس کے دِل کا اطمینان بڑھتا جاتا ہے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے اپنی ذات کی جستجو ہی ہماری زندگی کا اصل مقصد قرار دیا ہے۔ پس جب وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے انسان کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ: 416، 417)

پس ضرورت اِس امر کی ہے کہ خدا تعالیٰ سے سچے تعلق کے اظہار، قلبی و روحانی سکون کی لئے خود کو ذکر کے اس بہترین ذریعہ نماز کا عادی بنایا جائے جیسا کہ حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مسجد کی طرف اُٹھنے والے ہر قدم سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے، ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے اور مسجد میں کسی کی موجودگی نماز ہی کی حالت میں گنی جاتی ہے اور فرشتے اُس کے حق میں دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اَے اللہ اس پر رحم کر، اِس کو بخش دے اور اس کی توبہ قبول کر۔ (ترمذی کتاب الصلوۃ) پس لقاءِ باری تعالیٰ کے حصول کا سب سے بہترین ذریعہ نماز ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پرستاروں سے بہت محبت ہوتی ہے اُن کی خاطر وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اُن کے لئے اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ جنگِ بدر کے موقع پر ایک طرف تین سو تیرہ کمزور مگر نمازی مسلمان تھے اور دوسری طرف ایک ہزار مشرکین تھے۔ تکلیف کے اس وقت میں حضرت نبی کریم ﷺ سجدہ میں گئے اور یوں دُعا کی اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا کہ اَے میرے اللہ! تُو جو اپنے عابد بندوں سے محبت رکھتا ہے۔ اگر آج اس چھوٹے سے گروہ کو جو عبادت گزار بندوں کا گروہ ہے اگر تُو نے اِسے ہلاک کر دیا تو پھر کبھی بھی روئے زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ اِس دُعا کی بدولت الٰہی تائید افلاک سے نازل ہوئی اور دشمن خائب و خاسر رہا۔ پس آج اگر ہم بھی اپنی نمازوں کا حق ادا کرنا شروع کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ الٰہی تائید ہمیں حاصل نہ ہو۔ مخالفت کی ہر رَو نابود ہو جائے گی۔ ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ ہم نمازوں پر قائم ہو جائیں۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’اِنسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اُس کے اِلتزامِ نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نماز ادا کرتا ہے اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اُس کو نماز سے روک نہیں سکتیں وہ بے شک خدا تعالیٰ پر سچا ایمان رکھتا ہے۔ مگر یہ ایمان غریبوں کو دیا گیا دولت مند اِس نعمت کو پانے والے بہت ہی تھوڑے ہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ: 540)

پس یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ پر اس وقت جو مشکل دور گزر رہا ہے اُس میں ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں

علاوہ فرض نمازوں کی حفاظت کے نوافل کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دِلا رہے ہیں۔ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 3 ردسمبر 2010ء میں حضور نے احباب کرام کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''پس میں اُن تمام احمدیوں سے کہتا ہوں جو آج کل مختلف قسم کی تکالیف کے دَور سے گزر رہے ہیں۔ جو مجھے خط لکھتے ہیں اور مخالفین کی کمینی حرکات سے بچنے کے لئے دُعا کے لئے کہتے ہیں کہ اپنی دُعاؤں میں وہ بھی مزید توجہ پیدا کریں۔ جو لوگ براہِ راست تکلیفوں میں گرفتار نہیں ہیں وہ بھی اپنے بھائی، اپنی بہنوں اور اپنے بچوں کی تکالیف کا خیال کرتے ہوئے اُن کے لئے دُعائیں کریں۔ صرف اپنے نفس کو ہی سامنے نہ رکھیں صرف اپنی مشکلات جو دُنیاوی مشکلات ہیں اُنہیں ہی سامنے رکھتے ہوئے پریشان نہ ہوجایا کریں بلکہ ظلم کی چکی میں پسنے والے اپنے بھائیوں، اپنی بہنوں اور بچوں کو سامنے رکھیں۔ ہمدردی کے جذبے سے کی گئی یہ دُعائیں آپ کو بھی اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائیں گی۔ حقیقی ہدایت یافتہ تو وہی ہے جو اپنے مومن بھائی کے درد کو بھی، اُس کی تکلیف کو بھی اپنے درد اور اپنی تکلیف کی طرح محسوس کرتا ہے۔ جس طرح جسم کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے اِسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ پس اِن حالات میں دُنیا بھر کی جماعتوں کے تمام اَفراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دُعاؤں کی طرف توجہ دِلانا چاہتا ہوں۔ ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف اُن لوگوں کے لئے اَدا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اِسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دُعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دِل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو وہ خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے۔ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے حصار میں لے لے گا...... مومنین جو ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے چلے جاتے ہیں اور جھکتے چلے جائیں گے اور یہی ہتھیار ہیں جو ہماری فتح کے ہتھیار ہیں۔ آج یہ ظلم کرنے والے اپنے زعم میں اپنے آپ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھ رہے ہیں لیکن ایک وقت آئے گا کہ یہی لوگ اِن مومنین کے، ظلم سہنے والوں کے زیرنگیں کئے جائیں گے۔ ہماری فتح کا ہتھیار تو یہ دُعائیں ہی ہیں اور یہی ہتھیار رہے جو دُشمن کے شر اُن پر اُلٹائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ جس شدت اور تڑپ کے ساتھ ہم اس ہتھیار کو استعمال کریں گے۔ اُسی قدر جلد ہم احمدیت کی فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ''دُعا کی مثال ایک چشمہ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمے سے اپنے آپ کو سیراب کرسکتا ہے۔ جس طرح ایک مچھلی پانی کے بغیر زندہ

نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دُعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دُعا کا ٹھیک محل نماز ہے جس میں وہ راحت و سرور مومن کو ملتا ہے کہ جس کے مقابل ایک عیاش کا کامل درجہ کا سرور جو اُسے کسی بدمعاشی میں میسر آ سکتا ہے ہیچ ہے۔ بڑی بات جو دُعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قرب الٰہی ہے۔ دُعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جب مومن کی دُعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کا متولی ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ: 46،45)

......آج بھی انشاء اللہ مخالفتوں کی آندھیاں ان دُعاؤں کی وجہ سے ہی مخالفین پر اُلٹیں گی۔ اور دُنیا دیکھے گی کہ کس طرح احمدیت فتوحات کی نئی منزلیں طے کرتی ہے۔ پس آج بھی ہمارا کام ہے کہ دُعاؤں کی طرف ایک خاص توجہ اور رغبت پیدا کریں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے دُعاؤں کا ٹھیک محل نماز ہے۔ ہم اپنی نمازوں میں خوبصورتی پیدا کریں۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا خاص طور پر کم از کم دو نفل جماعت کی ترقی اور مظلوم احمدیوں کے لئے اَدا کریں۔ ہر احمدی یہ اپنے اوپر فرض کرے۔ ایک وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کہا تھا کہ کم از کم دو نفل اپنے اُوپر فرض کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرے کو ہمیشہ یاد رکھیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ "جب مومن کی دُعا میں پورا اِخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے" (پوری توجہ پیدا ہو جاتی ہے، ہر سوچ اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، یار میں جب انسان نہاں ہو جاتا ہے) "تو خدا تعالیٰ کو بھی اُس پر رحم آ جاتا ہے۔" پس یہ اخلاص اور انقطاع پیدا کرنے کی اگر ہر احمدی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو پہلے سے بڑھ کر قریب تر پائے گا۔ یہ اِخلاص اور انقطاع پیدا کرنے کے لئے یارِ نہاں میں نہاں ہونے کی ضرورت ہے، اُس یار میں ڈوبنے کی ضرورت ہے اور جب ہماری یہ حالت ہو جائے گی تو دُنیا والوں کے ہر شر سے ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہو جائیں گے جس کے ارد گرد مسلح سپاہیوں کا پہرہ ہے۔ اللہ ہمیں اِس اہم نکتہ کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آخر پر پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔ "یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دُعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دُعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے۔ اُس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے، یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دُعاؤں میں لگا رہے۔ وہ وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دُعاؤں کو سُن لے گا اور اُسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بے شمار ہیں۔ اُس نے انسانی تکمیل کے لئے دیر تک صبر کا قانون رکھا ہے پس اس کو

وہ بدلتا نہیں اور جو چاہتا ہے کہ وہ اس کے لئے اس قانون کو بدل دے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتا ہے اور بے ادبی کی جرأت کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کام ہو جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بے صبری کرے تو بھلا بے صبری سے خدا تعالیٰ کا کیا بگاڑے گا؟ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بے صبری کر کے دیکھ لے کہ وہ کہاں جائے گا؟'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 151)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنے آگے صبر و استقامت دکھاتے ہوئے، صبر و استقامت دکھاتے ہوئے جھکائے رکھے اور دُعائیں کرنے میں نہ ہم کبھی تھکیں، نہ ماندہ ہوں۔ کبھی صبر کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ صبر کا مطلب ہی یہی ہے کہ استقلال سے دُعائیں کرتے چلے جانا اور جو ہماری ذمہ داریاں ہیں اُن سے کبھی پیچھے نہ ہٹنا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی کریں کہ وہ ہماری دُعاؤں میں، ہماری عبادتوں میں ترقی عطا فرمائے۔ ہماری عبادتوں میں اپنی محبت ڈال دے۔ جب یہ معیار ہم حاصل کریں گے تو ہم دیکھیں گے کہ مخالفین کی عارضی خوشیاں جلد حسرتوں میں بدل جائیں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو انشاء اللہ ضرور پورا ہوگا''۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 18 / جنوری 2011ء)

پس اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں تعلق باللہ کے حصول کے لئے اس سچے ذریعہ کو اپنانے اور کما حقہٗ اس پر کاربند رہنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆

میں سچ پر ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں''۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

مسئلہ عاق اور ایک اعتراض کا جواب

(محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان)

عاق کرنے سے مراد کسی کو حق ورثہ سے محروم کرنا ہے جو شرعاً جائز نہیں کیونکہ حقوق وراثت خود خدائے خبیر نے مقرر فرمائے ہیں۔ قرآن شریف میں اولاد، والدین، میاں بیوی اور بہن بھائیوں کے حقوق تفصیل سے بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ یا بیٹوں کے بارے میں نہیں جانتے کہ کون تمہارے لئے زیادہ نفع رساں ہے۔ اس لئے خدائے علیم و حکیم کی طرف سے مقرر فرمودہ یہ ذمہ داری فرض سمجھ کر ادا کرو۔ (سورۃ النساء: 13,12)

شریعت نے ان حقوق وراثت کی موجودگی میں کسی کو کلّیۃً ان سے محروم کرنے یا ان میں کمی بیشی کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ قرآن و سنت سے یہی راہنمائی ملتی ہے۔

اس پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اگر عاق کرنا جائز نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیٹوں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب کو عاق کرنے کی دھمکی کیوں دی؟

1974ء میں قومی اسمبلی کی کارروائی کے دوران یہ سوال بھی اُٹھایا گیا تھا۔ اٹارنی جنرل نے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے سامنے یہ اعتراض پیش کیا کہ مرزا صاحب نے اپنے بیٹے مرزا سلطان احمد کو عاق کر دیا اور دوسرے بیٹے مرزا فضل احمد سے بھی کہا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق کر دیں۔

ہمارا اس وقت بھی یہی مؤقف تھا اور آج بھی یہی جواب ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے کسی بیٹے کو بھی عاق نہیں فرمایا اور جن دو بیٹوں کو منشاء الٰہی کے موافق عاق کرنے کا محض انذار کیا تھا اس پر بھی عمل نہیں فرمایا۔ ان میں سے مرزا سلطان احمد صاحب نے تو حضورؑ کی زندگی میں ہی اپنے حصہ کی نصف جائیداد حاصل کر لی تھی اور مرزا فضل احمد صاحب حضور کے حین حیات ہی لا ولد فوت ہو گئے۔ اس لئے عاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ تاہم اس کی کسی قدر تفصیل بیان کرنی ضروری ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مامور من اللہ اور مسیح موعود و مہدی معہود تھے۔ جن کی صداقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بے شمار نشان دکھائے۔ زیر بحث نشان کا تعلق آپ کے خویش و اقارب سے ہے جو دین حق سے نہ صرف دور بلکہ اس کے مخالف تھے۔ سنت مامورین کے مطابق ان رشتہ داروں قریب تر لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو انذار اقربین کا یہ نشان عطا فرمایا کہ آپ اپنے ایک قریبی رشتہ دار مرزا احمد بیگ صاحب کی بڑی بیٹی محمدی بیگم

(جو مرزا صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) کی چچا زاد بہن کی لڑکی تھی) کے رشتہ کے لئے سلسلہ جنبانی کریں۔ مرزا احمد بیگ نے آپ کو ملنے والی ایک موروثی زمین کے حصہ سے دستبرداری کا مطالبہ کیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے حسب منشاالٰہی اس رشتہ کی شرط رکھی کیونکہ اس خاندان سے آپ کی قریبی رشتہ داری تھی۔ مرزا احمد بیگ کی بھانجی حضرت مرزا صاحب کی بہو اور آپ کے بیٹے مرزا فضل احمد کی بیوی تھی۔ حضرت مرزا صاحب کی بھاوج تائی جان محمدی بیگم کی خالہ تھیں۔ جنہوں نے آپ کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد کو اپنا متبنّٰی بنایا ہوا تھا۔ جب کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی ہمشیرہ احمد بیگ کے بڑے بھائی سے بیاہی گئی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ اگر احمد بیگ اپنی بیٹی کا رشتہ حسب منشاالٰہی آپ سے نہیں کرے گا تو وہ تین سال میں ہلاک ہو جائے اور جس دوسری جگہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کرے گا وہ بھی اڑھائی سال کے عرصہ میں ہلاک ہو جائے گا۔

مرزا احمد بیگ نے اس حکم الٰہی کی تعمیل کی بجائے حضرت صاحب کے دیگر عزیز و اقارب کو ساتھ ملا کر اپنی بیٹی کے دوسری جگہ جلد نکاح کی تجویز کی۔ اس پر حضرت صاحب نے سنت انبیاء کے مطابق خدائی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے دعا کے ساتھ عملی تدبیر کے طور پر یہ اقدام کیا کہ اپنی عزیز اولاد کو اس مخالفت دینی سے روکنے اور اس کے مضرات سے بچانے کے لئے بطور انذار و انتباہ ایک اشتہار تحریر فرمایا جس کا عنوان ''اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین'' تھا جو اسے مضمون کو واضح کرنے کے لئے خود کافی ہے۔ عنوان کے نیچے یہ معنی خیز عربی جملہ تھا " عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا'' یعنی آپؑ کا یہ اقدام دین ابراہیمی کی پیروی میں ہے حضرت ابراہیمؑ نے ایک رؤیا میں اپنے لخت جگر کو ذبح کرتے دیکھا تو فوراً خدا کی خاطر اسے ظاہری طور پر پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حالانکہ انسانی جان کی ایسی قربانی جائز نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے انجام کار آپ کو اس سے روک بھی لیا۔

اس اشتہار میں حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنے ان قریبی عزیزوں کو انذار کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

''میں آج کی تاریخ جو کہ دوسری مئی 1891 ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا اظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہو گا۔ اور اسی دن سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہو گا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہ

رہے گا۔اور اسی نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 187)

اس اشتہار میں حق وراثت سے محروم کرنے کے انذار سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز تھا۔بلکہ اپنا مسلک اور عقیدہ جو آپؑ نے ہمیشہ بیان فرمایا یہی تھا کہ حق وراثت برحق ہے اور کسی گناہ یا معصیت سے یہ حق باطل نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایک دفعہ کسی نے فاسق عورت کے حق وراثت کے بارہ میں حضرت بانی جماعت احمدیہ سے سوال کیا گیا کہ اسے ترکہ والد سے حصہ ملے گا یا نہیں تو آپؑ نے فرمایا ''اس کو شرعی حصہ ملنا چاہئے اور فاسق ہو جانے سے اس کا حق وراثت باطل نہیں ہوتا شرعی حصہ اس کو برابر ملنا چاہئے۔باقی معاملہ اس کا خدا کے ساتھ ہے''۔(ملفوظات جلد 5 صفحہ 294)

رہا یہ سوال کہ اگر حق ورثہ سے محروم کرنا جائز نہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب نے ایسے ناجائز امر سے ڈرایا ہی کیوں؟ اس بارہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ دلی ہمدردی اور نفع رسانی کی خاطر ایسا کرنا ناجائز نہیں۔جیسے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ایک موقع پر نماز عشاء سے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق یہ تنبیہ فرمائی کہ ''میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اور پھر نماز کھڑی کرواکر کسی اور شخص کو نماز پڑھانے کے لئے کہوں اور خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں نہیں آئے اور ان کے گھروں سمیت آگ لگا کر انہیں جلا ڈالوں''۔

(بخاری کتاب الجماعۃ باب فضل العشاء حدیث: 618)

ہمارے رؤف و رحیم اور رحمۃ للعالمین رسولؐ جنہوں نے آگ کا عذاب دینے سے اپنی اُمت کو بطور خاص منع فرمایا خود ہمدردی خلق کی خاطر، اسی آگ سے انہیں ڈرایا ہے۔مگر آپ نے عملاً کبھی ایسا کرنا پسند نہیں فرمایا۔

پس جہاں تک اس زمانہ کے انگریزی قانون اور رواج و دستور کے مطابق عاق کرنے کے اختیار کا تعلق ہے اس کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہمدردی کی خاطر اپنے بعض قریبی عزیزوں کو اس کا انذار فرمانا اسی سنت نبوی کی تعمیل میں ہے۔جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے اس انذار کی یہی وضاحت فرمائی ہے کہ:۔

''وہ ایک خاص الہامی بات تھی جس کی وجہ سے قرآن کریم کے حکم (وراثت۔ناقل) کو منسوخ نہیں کر سکتے دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے ڈرانا مقصود تھا......کیونکہ سرکاری قانون اس قسم کا بنا ہوا ہے''۔

(رجسٹر فتاویٰ مولوی سید سرور شاہ صاحب جلد نمبر 5 صفحہ 324)

جیسا کے بعد کے واقعات سے ظاہر و ثابت ہے۔

جہاں تک اس انذار پر عمل درآمد کا تعلق ہے اس کی کبھی نوبت نہیں آئی۔حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے زندگی میں ہی اپنی نصف جائداد کا حصہ پالیا تھا جیسا کہ مقدمہ انکم ٹیکس 1898ء میں متعلقہ تحصیلدار نے اپنی رپورٹ میں لکھا:۔

"مرزا غلام احمدؑ ایک پرانے معزز خاندان مغل سے ہے.........اس کا والد مرزا غلام مرتضیٰ ایک معزز زمیندار تھا اور موضع قادیان کا رئیس تھا۔ اس نے اپنی وفات پر ایک معقول جائداد چھوڑی ہے۔ اس میں سے کچھ جائداد تو مرزا غلام احمد کے پاس اب بھی ہے اور کچھ مرزا سلطان احمد پسر مرزا غلام احمد کے پاس ہے جو اس کو مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی کے توسل سے ملی ہے۔" (نقل رپورٹ منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور بمقدمہ عذرداری ٹیکس بحوالہ ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد 13 ص 514,513)

اس کی مزید تصدیق میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب تمہارے تایا (مرزا غلام قادر صاحب یعنی حضرت صاحب کے بڑے بھائی) لاولد فوت ہو گئے تو تمہاری تائی حضرت صاحب کے پاس روئیں اور کہا کہ اپنے بھائی کی جائیداد سلطان احمد کے نام بطور متبنّٰی کے کرا دو وہ ویسے بھی اب تمہاری ہے اور اس طرح بھی تمہاری رہے گی۔ چنانچہ .....تمہاری تائی کی خوشی کے لئے حضرت نے تمہارے تایا کی جائداد مرزا سلطان احمد صاحب کے نام داخل خارج کرا دی اور اپنے نام نہیں کرائی"۔ (سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 19)

باقی رہے مرزا فضل احمد صاحب تو ان کو بھی حضرت مرزا صاحب نے عاق کرنے کا محض انذار کرتے ہوئے اس سلسلہ میں ایک خط بھی لکھا تھا جس کا نہایت مثبت جواب دیتے ہوئے مرزا فضل احمد صاحب نے تحریر کیا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں حضرت صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 26)

اگرچہ مرزا فضل احمد صاحب کی طرف سے اس فوری اظہار اطاعت کے بعد اس طلاق نامہ پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جیسا کہ بعد کے حالات سے ظاہر ہے کہ اس کے بعد حضرت مرزا صاحب کے اپنے بیٹے مرزا فضل احمد صاحب سے تعلقات قرابت قائم رہے۔

حضرت اماں جان فرماتی تھیں کہ "اس کے بعد فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا"۔

حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں کبھی بھی محروم الارث نہیں سمجھا چنانچہ مرزا فضل احمد صاحب کی وفات پر حضرت صاحب نے حضرت اماں جان سے فرمایا کہ "تمہاری اولاد کے ساتھ جائداد کا حصہ بٹانے والا ایک فضل احمد تھا سو وہ بے چارا بھی گزر گیا"۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 20)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تعلق قرابت اور صلہ رحمی کا سلوک مرزا فضل احمد سے آخر دم تک بہت عمدہ رہا، 1891ء میں آپ اپنے ایک خط میں حضرت مولانا نور الدین صاحب کو (جو ان دنوں مہاراجہ کشمیر کے شاہی

طبیب تھے) تحریر فرماتے ہیں:۔

"فضل احمد کا خط نہایت اور غایت درجہ کی التجا سے آیا تھا کہ مولوی صاحب کی خدمت میں سفارش کریں کہ کوئی نوکری میرے گزارہ کے موافق کرادیں..... آنمکرم کچھ اس کی معاش کے لئے اس سے بہتر تجویز کرسکیں تو کردیں..... اگر مناسب سمجھیں تو کسی کو اس کی نسبت سفارش کردیں کہ وہ سخت حیران ہے اس کی ایک بیوی تو میرے پاس اسی جگہ اور ایک قادیان میں ہے"۔

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 126)

پھر ایک اور خط میں حضور نے حضرت مولوی کو لکھا: "فضل احمد نے جموں سے بڑا شکریہ کا خط لکھا ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے بڑی جدوجہد اور توجہ کے ساتھ میرا معالجہ کیا"۔(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 133)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان بچوں کو بھی آپ سے جو تعلق خاطر تھا اس کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے جو حضرت اماں جان بیان فرماتی ہیں:۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد صاحب کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک رنگ جاتا تھا۔ اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اُتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے"۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 25)

مرزا فضل احمد صاحب کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلی صدمہ کی کیفیت اور رنج کا اظہار جس رنگ میں ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"آپ (حضرت صاحبؑ) کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا۔ جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے کہ آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا"۔ (انوار خلافت انوار العلوم جلد 3 صفحہ 149)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خدائی فرمان پورا کرنے کی غیرت دینی اور اپنے عزیزوں کو غضب الٰہی سے بچانے کیلئے عاق کرنے کا جو انذار کیا تھا اس کے مثبت نتائج دیکھ کر عمل درآمد کرنا پسند نہیں فرمایا۔ اور آپ کا یہ فعل عین اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کے مطابق تھا۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

”تحریک جدید“

طویل نظم میں سے چند اشعار

﴿مکرم عبدالسلام اسلام صاحب﴾

یہی تحریک آخر منزل مقصود پہ اتری ز القائے خداوندی دل محمود پہ اتری
وہ گھر جس کی تباہی چاہتے تھے ہر گھڑی دشمن نئی رونق لئے اس خانہ محسود پہ اتری
یہ شمع ایزدی ہر سو اجالا کرنے والی تھی میرے محمود کا یہ بول بالا کرنے والی تھی

توسل سے اسی تحریک کے دنیا درخشاں ہے کہ شرق وغرب میں پیغام مہدی نورافشاں ہے
تسلط استوا کے خط سے تا قطبین ہے اس کا اسی تحریک عالمگیر کے جگ زیر داماں ہے
اسی نے آج گاڑا ہر کجا محمود کا جھنڈا نشان احمدیت مہدی مسعود کا جھنڈا

اسی دنیا میں یہ دنیائے نو تعمیر کرتی ہے یہ بے تیغ و سپہ سارا جہاں تسخیر کرتی ہے
قلم کے زور سے ہے چھا رہی سارے زمانے پر یہ برہان قوی سے کند ہر شمشیر کرتی ہے
یہ اپنے نام کی مانند تحریک مسلسل ہے اسی سے کاروان نوع انسانی میں ہلچل ہے

ز اعجاز مسیحا دور چرخ پیر بدلے گا یہ وہ تارہ ہے جو تقدیر عالمگیر بدلے گا
خدا کے رنگ میں چھپ جائیں گے سب اسود واحمر جہان نو کی صبغۃ اللہ میں تصویر بدلے گا
یہ منشور خداوندی ہے آواز مسلسل ہے ابد تک معجزہ ہے ایک اعجاز مسلسل ہے

یہ مہدی کی نگہبانی میں کردار مسلسل ہے یہ تعمیر جہان نو کی معمار مسلسل ہے
خلافت مبدا ہے انوار کا آفاق کے اندر برائے انتشار نور یہ کار مسلسل ہے
یہی تحریک ہے اقوام کے اقبال کا تارہ یہی نوع بشر کے حال و استقبال کا تارہ

مجلس شوریٰ انصار اللہ پاکستان 2011ء

(رپورٹ: مکرم محمد محمود طاہر صاحب معاون صدر انصار اللہ)

مجلس انصار اللہ پاکستان کی سالانہ مجلس شوریٰ مورخہ 11,10/دسمبر 2011ء بروز ہفتہ، اتوار ایوان محمود ربوہ میں منعقد ہوئی۔ مجلس شوریٰ کے ممبران کی پاکستان بھر سے آمد کا سلسلہ 9/دسمبر کو ہی شروع ہو گیا تھا اور 10/دسمبر کو بھی دن بھر جاری رہا۔ ممبران کی رہائش کا انتظام دارالضیافت، سرائے ناصر، سرائے مسرور، سرائے فضل عمر، سرائے خدمت اور سرائے حمد میں کیا گیا تھا۔ طعام گاہ انصار اللہ پاکستان کے لان میں جب کہ نمازوں کا انتظام ایوان محمود کے مغربی لان میں کیا گیا تھا۔

مجلس شوریٰ کا افتتاحی اجلاس مورخہ 10/دسمبر 2011ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب وعشاء 6 بجے شام ایوان محمود میں محترم صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت وعہد کے بعد محترم صدر مجلس نے ممبران شوریٰ سے افتتاحی خطاب میں مجالس شوریٰ جماعت احمدیہ کی اہمیت اور مجلس شوریٰ کے آداب کے بارہ میں بانی تنظیم انصار اللہ حضرت مصلح موعود کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے اور پھر دعا کروائی۔ افتتاحی خطاب کے بعد مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے مجلس شوریٰ کا ایجنڈا پڑھ کر سنایا۔

امسال شوریٰ میں دو تجاویز تھیں۔

تجویز نمبر 1۔ قیادت تربیت کی طرف سے تھی جس کے الفاظ یہ تھے:۔

جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار کی ایک تعداد نماز باترجمہ نہیں جانتی۔ اسی طرح قرآن کریم ناظرہ جاننے والے اور باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے والے انصار کی تعداد بھی کم ہے نیز قرآن کریم باترجمہ سیکھنے کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ شوریٰ انصار اللہ اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے معین لائحہ عمل تجویز کرے۔

تجویز نمبر 2۔ قیادت مال کی طرف سے بجٹ آمد ورفت خرچ مجلس انصار اللہ پاکستان 2012ء تھا۔ سب کمیٹیوں کے تقرر اور اعلان کے بعد پہلے دن کے اجلاس کا پہلا حصہ اختتام پذیر ہوا۔ سب کمیٹی نمبر 1 کے ممبران 26 صدر کمیٹی مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب ناظم علاقہ فیصل آباد اور سیکرٹری مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب تھے اور سب کمیٹی نمبر 2 کے 26 ممبران میں صدر مکرم چوہدری منیر احمد صاحب ناظم ضلع کراچی اور سیکرٹری قائد صاحب مال تھے۔

انتخاب صدر: دوسرا سیشن انتخاب صدر و نائب صدر صف دوم کی کارروائی پر مشتمل تھا۔ جس کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کو نمائندہ مقرر فرمایا تھا۔ پروگرام کے مطابق نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتخاب صدور نائب صدر صف دوم کی کارروائی مکمل کروائی۔ جس کے بعد یہ اجلاس ساڑھے سات بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

11 ردسمبر کو حضور انور نے انتخاب کی رپورٹ پیش ہونے پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کی منظوری آئندہ دو سال 13-2012 کے لئے بطور صدر انصار اللہ پاکستان اور مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب کی منظوری بطور نائب صدر صف دوم عطا فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:

"اکثریتی ووٹ حاصل کرنے والے منظور ہیں"

اجلاسات سب کمیٹیز: دونوں سب کمیٹیز کے اجلاس رات 9 بجے سرائے ناصر نمبر 2 میں ہوئے۔ سب کمیٹی نمبر 1 کا اجلاس سرائے ناصر نمبر 2 کے ڈائننگ روم میں جب کہ سب کمیٹی نمبر 2 کا اجلاس سرائے ناصر نمبر 2 کے میٹنگ روم میں منعقد ہوا۔

شوریٰ کا دوسرا روز: مجلس شوریٰ کے دوسرے دن کی کارروائی 8:30 بجے ایوان محمود میں محترم صدر مجلس انصار اللہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم کے ساتھ شروع ہوا۔ عہد و دعا کے بعد خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے اضلاع کی طرف سے موصولہ (ردشدہ) تجاویز پیش کیں جن کی مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان نے سفارش نہیں کی۔ بعد ازاں گزشتہ سال کے فیصلہ جات شوریٰ کی رپورٹ مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت نے پیش کی۔ اس کے بعد سب کمیٹی نمبر 1 تجویز از تربیت کی رپورٹ صدر کمیٹی مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب نے پیش کی۔ اس کارروائی کے دوران مکرم بریگیڈیئر عبد الغفور احسان صاحب ناظم علاقہ لاہور نے صدر مجلس کی معاونت کی رپورٹ کمیٹی کے بعد ممبران شوریٰ نے کمیٹی کی سفارشات کے بارہ میں اپنی آراء کا اظہار کیا اور پھر بالاتفاق سفارشات کمیٹی کو منظور کیا گیا۔

تجویز نمبر 2 از قیادت مال کی رپورٹ صدر کمیٹی مکرم چوہدری منیر احمد صاحب ناظم ضلع کراچی نے پیش کی۔ اس تجویز کی رپورٹ اور آراء کے دوران محترم صدر مجلس نے مکرم پروفیسر کرامت اللہ صاحب ناظم انصار اللہ ضلع سانگھڑ کو اپنی معاونت کے لئے بلایا۔ چائے کے وقفہ سے پہلے مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب نے قیادت ایثار کی مساعی کی رپورٹ پیش کی۔ چائے کے وقفہ کے بعد تجویز نمبر 2 پر 3 نمائندگان شوریٰ نے اپنی آراء پیش کی اور پھر اسے کثرت رائے کے ساتھ منظور کرلیا گیا۔ جس کے بعد تلقین عمل کا پروگرام ہوا۔ جس میں قائدین شعبہ اشاعت، عمومی، مال، تجنید، اصلاح وارشاد، تربیت نومبائعین، تعلیم القرآن، تعلیم اور تربیت نے اپنے شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔

محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے اپنے اختتامی خطاب میں ممبران شوریٰ کو دعاؤں اور نمازوں، نوافل اور نفلی روزہ کی تحریک میں شمولیت اور جماعت کی ترقی اور استحکام اور اطاعت خلافت کے بارہ میں توجہ دلائی۔ نماز ظہر وعصر کے بعد شرکاء کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔ مجلس شوریٰ 2011ء میں 550 ممبران نے شمولیت فرمائی۔ یوں امسال بلائے گئے نمائندگان کی یہ تعداد سو فیصد رہی۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر مقامی نے ازراہ شفقت شوریٰ کے پہلے اجلاس میں مکمل شمولیت فرمائی اور دوسرے روز چائے کے وقفہ اور ظہرانہ پر تشریف لاکر نمائندگان شوریٰ سے ملاقات کرکے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

مجلس شوریٰ کا دو روزہ پروگرام عین وقت پر شروع ہوکر بروقت نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا اور نمائندگان نیا عزم وحوصلہ اور ولولہ لے کر واپس ہوئے۔

شفاءُ للنّاس

(مکرم نذیر احمد سانول صاحب)

شہد نباتاتی اور حیواناتی عالم کا ایک خوبصورت مرکب ہے جسے قدرتِ خداوندی نے بنی نوعِ انسان اور دیگر مخلوقات کیلئے بطور تحفہ متعارف کرایا ہے۔ یہ خوشبودار خوش ذائقہ سیال شہد کی ننھی منی مکھیاں، کلیوں، پھولوں، پھلوں اور دیگر نباتاتی مواد سے اسے اکٹھا کرتی ہیں اور اس میں اپنے پاس سے ایک خاص لعاب کی آمیزش کرتی ہیں جو اس مرکب کو کئی اعتبار سے بے حد مفید بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مفید الناس مرکب کے بارے میں قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

"اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں بھی اور درختوں میں بھی اور ان (بیلوں) میں جو وہ اونچے سہاروں پر چڑھاتے ہیں گھر بنا۔ پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے رب کے رستوں میں سے عاجزی کرتے ہوئے چل۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں انسانوں کیلئے ایک بڑی شفاء ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے بڑا نشان ہے۔" (النحل 69،70)

شہد کا تعارف: وہ میٹھا شیرہ جو مُہال کی مکھیاں پھولوں کا رس چوس کر جمع کرتی ہیں، جو پوٹاشیم، فولاد، تانبا، مینگنیز، فاسفورس، حیاتین اور لحمیات کا مرکب ہے۔

(فیروز اللغات)

شفاء للناس: سرورِ کائنات فخرِ موجودات رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی شہد کو انسانی جسم کیلئے شفاء قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بیان ہوا ہے۔ حضرت عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تمہیں دو شفاؤں کو اختیار کرنا چاہئے۔ شہد اور قرآن۔"

(سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب العسل حدیث نمبر: 3443)

خاندان کا تعارف: شہد کا قبیلہ، بھڑ، دھموڑی، زنبور کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ پردار خوبصورت کیڑا ہے۔ اسکی دُم کے اندر تیز ڈنک ہوتا ہے جو زہر سے ہمہ وقت پر ہوتا ہے۔ جسامت کے لحاظ سے چھوٹا بڑا ہوتا ہے۔ اسکی چار مشہور اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں۔

نحلِ صغیر	چھوٹی مکھی
نحلِ کبیر	بڑی مکھی
نحلِ یورپی	مغربی مکھی
نحلِ جبل	پہاڑی مکھی

شہد کی مکھیوں کا چھتہ ایک مثالی کنبہ کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر کنبہ میں تین قسم کے ممبران ہوتے ہیں جو مختلف کام سرانجام دیتے ہیں۔ یہ ارکان جسمانی ساخت اور شکل و صورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور

انکی بآسانی شناخت کی جا سکتی ہے۔شہد کی مکھیوں کے یہ تین ارکان درجِ ذیل ہیں: ملکہ یا رانی، کارکن اور نکھٹو۔

ملکہ مکھی کا تعارف: شہد کے ہر چھتہ میں ایک ملکہ ہوتی ہے۔ اسکا پیٹ چمکیلا سیاہ اور دوسرے اراکین کی نسبت لمبا اور پروں سے کافی پیچھے ہوتا ہے۔ ملکہ کے پیٹ کے سرے پر ڈنک ہوتا ہے جو دوسری ملکہ یا رانیوں کو مارنے کے کام آتا ہے۔کارکن مکھیوں کا دستہ ہر وقت ملکہ کی حفاظت کرتا ہے۔

شہد کی ملکہ مکھی ہر روز 1800 انڈے دیتی ہے۔ ان میں سے ہر انڈہ چھوٹی مومی خانے میں محفوظ ہوتا ہے۔ ہر خانہ شہد سے بھرا ہوتا ہے۔ ملکہ مکھی کی نگرانی ورکرز مکھیاں کرتی ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں ہوتی ہیں۔وہ زرگل پھولوں سے اکٹھا کرتی ہیں اور شہد بناتی ہیں۔ یہ ورکرز مکھیاں ملکہ مکھی کو خوراک مہیا کرتی ہیں، اسے صاف ستھرا رکھتی ہیں، اسکی حفاظت کرتی ہیں۔جس جس خانے میں ملکہ مکھی انڈے جمع کرتی ہے یہ اس کے ہمراہ جاتی ہیں۔مزدور مکھیوں کی زبان پر بالوں کی کئی سو قطاریں ہوتی ہیں اور یہ بآسانی اپنی زبان کو چاروں طرف گھما سکتی ہیں۔شہد کی مکھی سرخ پھولوں پر کبھی نہیں بیٹھتی کیونکہ وہ سُرخ رنگ کے معاملے میں کلر بلائنڈ ہوتی ہے۔ (جنگ لاہور۔23 دسمبر 2009ء)

ملکہ مکھی کی عمر: ملکہ مکھی کی عمر تین سے پانچ سال ہوتی ہے۔ (ملکہ بلوغت کے بعد انڈے دیتی ہے) انڈے جفتہ (FERTILIZED) اور غیر جفتہ (UNFERTILIZED) ہوتے ہیں۔جفتہ انڈوں سے رانی اور کارکن پیدا ہوتے ہیں جبکہ غیر جفتہ انڈوں سے نکھٹو پیدا ہوتے ہیں۔رانی (ملکہ) زندگی میں صرف جفتی اڑان اور فراری اڑان کے وقت گھر کو چھوڑتی ہے۔

(روزنامہ خبریں ملتان، 8 مارچ 2009ء صفحہ 7)

شہد کی مکھی کا: شہد کی مکھیاں درج ذیل مصنوعات تیار کرتی ہیں جو بنی نوعِ انسان اور دیگر حیوانات کے کام آتی ہیں۔ 1-چھتہ، 2-خالص موم، 3-شہد، 4-پراپلس اور 5-شہد کی مکھی کا دودھ، یہ بڑھاپے کے خلاف بہترین ٹانک ہے۔

(روزنامہ خبریں ملتان، 8 مارچ 2009ء صفحہ 7)

شہد کی مکھیاں ڈنگ کیوں مارتی ہیں: شہد کی مکھیاں یونہی جا بے جا کام نہیں کرتیں ان کے تمام کام ایک نظام کے تحت ہوتے ہیں۔دیگر موذی جانور، انسان اور جانداروں کو اپنے ڈنک، دانت، تھوک اور لمس سے نقصان پہنچاتے رہتے ہیں لیکن شہد کی مکھیاں اپنی حفاظت کی خاطر دفاعی ردِ عمل کا اظہار کرتی ہیں۔ایسا عمل درج ذیل وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے۔

شہد کی مکھیاں اور بھڑیں اپنے اور اپنے گھر (چھتے) کی حفاظت کیلئے ڈنک مارتی ہیں۔شہد کی کچھ ڈاکو مکھیاں اور چوہے چھتے پر حملہ کر کے شہد چوری کر لیتے ہیں ان

حملہ آوروں سے اپنے چھتے کو محفوظ رکھنے کیلئے مکھیاں ڈنک مارتی ہیں۔شہد کی مکھی کے زہر سے اتنا ڈنک نکلتا ہے کہ جو چوہے سے کئی گنا بڑے جانور میں بھی سرایت کرسکتا ہے۔ ڈاکو مکھیوں اور حملہ آور چوہوں کے علاوہ اگر کسی انسان کی حرکات وسکنات سے مکھی اپنے لئے خطرہ محسوس کرے تو اس کو بھی ڈنک ماردیتی ہے۔تیز خوشبو بھی شہد کی مکھی کو ڈنک مارنے پر اُکساتی ہے۔اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کئی دن سے نہ نہایا ہو اور اسکے جسم کو غسل کی ضرورت ہو تو اس کے جسم سے نکلنے والی بُو بھی شہد کی مکھی کو ڈنک مارنے کی دعوت دیتی ہے۔

شہد کی مکھیاں دو گھنٹہ بھی تاخیر نہیں کرتیں: جیسے وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اسی طرح شہد کی مکھیاں بھی اپنے میں تاخیر نہیں کرتیں۔دنیا میں یہ واحد مخلوق ہے کہ پیدائش سے موت تک اپنے کام میں مگن رہتی ہے۔اس سلسلہ میں حضرت مصلح الموعود اپنی مشہور تفسیر القرآن میں تحریر فرماتے ہیں۔

''شہد کی مکھیوں کو دیکھو وہ شہد بناتی ہیں اور بناتی چلی جاتی ہیں لیکن انسان انہیں کھانے نہیں دیتا۔وہ اُن کے نیچے دھواں رکھ کر گرم پانی چھینک کر یا کوئی اور ذریعہ اختیار کرکے ان کا چھ ماہ کا بنایا ہوا شہد اُڑا کر لے جاتا ہے۔وہ مکھیاں دومنٹ کا بھی انتظار نہیں کرتیں۔وہ اُس جگہ کے چھوڑنے کے معاًبعد دوسری جگہ کا انتخاب کرلیتی ہیں اور دوبارہ شہد بنانا شروع کردیتی ہیں۔ایک گھنٹہ کے بعد اگر انہیں آ کر دیکھو تو وہ قریب ہی کسی دوسری جگہ شہد بنانے میں مشغول ہونگی۔ بعض دفعہ ان سے سالہا سال تک ایسا کیا جاتا ہے۔مثلاً پالتو مکھیاں ہوتی ہیں وہ جب بھی شہد بنالیتی ہیں وہ شہد اُڑا لیا جاتا ہے اور اُنہیں اپنا بنایا ہوا شہد کھانے کا موقع نہیں ملتا۔وہ شہد بناتی ہیں اور لوگ شہد لے جاتے ہیں۔اگر ایک مکھی شہد بناتی ہے اسلئے کہ لوگ لے جائیں اور اس سے بیماریاں دُور ہوں۔جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ (النحل: 70) اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔یا پھر ایک مکھی شہد بناتی ہے اور بناتی چلی جاتی ہے اور لوگ اس کے پاس شہد نہیں رہنے دیتے وہ ہمیشہ اُڑا لے جاتے ہیں اور وہ مکھی پھر بھی شہد بنانا نہیں چھوڑتی۔تو کیا انسان ہی ایسا ضعیف ہے کہ وہ اسی طرح مایوس ہوجائے جو شخص اپنی کوشش میں ناکام ہوجانے کے بعد ہمت چھوڑ بیٹھتا ہے وہ آدمی نہیں بلکہ وہ مکھیوں سے بھی بدتر ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحات 674-675)

دوھزار مرتبہ الحمدللہ کا ورد کریں: اللہ تعالیٰ کے نیک پارسا اور پیاروں کی صحبت سے نور کے موتی اور معرفت کے جواہر دستیاب ہوتے ہیں اور روحانی تجلیات عطا ہوتی ہیں۔ان کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتا ہے۔یہ لوگ بنی نوع انسان کیلئے باعث رحمت ہوتے ہیں اور مخلوق کا ناطہ اللہ تعالیٰ سے جوڑتے رہتے ہیں۔ہمارے پیارے امام

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے ایک مخلص کو شہد استعمال کرنے پر حمد باری تعالیٰ کا کس پیارے انداز میں درس دیتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کی حمد سے آپ کی زبان ہمیشہ تر رہتی تھی۔ دوستوں کو بھی شکر کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایک دوست کو اپنے پاس سے دوائی مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اس دوا کے ساتھ شہد کا استعمال بھی کریں۔ اس دوست نے عرض کیا حضور! خالص شہد ملنا بہت مشکل ہے۔ فرمایا میں شہد بھی اپنے پاس سے دینے کو تیار ہوں لیکن ایک شرط پر اور وہ شرط یہ ہے کہ ہر چمچہ شہد کھانے کے ساتھ آپ کو دو ہزار مرتبہ الحمدللہ کا ورد کرنا پڑے گا۔ نیز فرمایا ایک چمچہ شہد کی تیاری کیلئے دو ہزار مکھیوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کام میں لگ جاؤ۔ یہ مکھیاں ڈیڑھ میل تک کے فاصلے سے پھولوں کا رس نچوڑ کر لاتی ہیں اور انسان کیلئے نہایت مصفّٰی، خوشبودار اور صحت افزاء میٹھا تیار کرتی ہیں۔ اسلئے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ہر دم شکر ادا کرتے رہیں اور ہر قطرہ شہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا تصور ذہن میں لائیں کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمارے لئے لاکھوں مزدور مکھیوں کی صورت میں میٹھا بنانے کا کام جاری فرمایا ہے''۔(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر صفحہ:172)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعماء سے ہمیشہ نوازتا رہے اور ہمیں شکر بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا

سوال: کیا نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے نصف ثواب ہوتا ہے۔ جبکہ نماز عشاء کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھنا سنت ہے۔

جواب: کوئی بھی نماز بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے نصف ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کی روایت ہے:۔

عن عمران بن حصین انه سال النبی ﷺ عن صلوۃ الرجل قاعدًا قال ان صلی قائما فھوا فضل ومن صلی قاعدًا فله نصف اجر القائم ومن صلی نائماً فله اجر القاعد.

(بخاری کتاب تقصیر الصلوۃ باب صلوۃ القاعد حدیث نمبر 1115)

تاہم بعض احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رات کو وتر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

(مرسلہ: قیادت تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان)

اخبار مجالس

﴿ قیادت عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان ﴾

ریفریشر کورسز/دورہ جات

ماڈل کالونی کراچی کی مجلس عاملہ کا ریفریشر کورس مؤرخہ 30 اکتوبر کو منعقد ہوا نائب ناظم صاحب عمومی ضلع نے بطور نمائندہ شرکت کی کل حاضری 28 رہی۔

نظامت ضلع فیصل آباد کے زیر انتظام نائب ناظمین ضلع اور معاونین ناظم اور زعماء اعلیٰ کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب نے شرکت کی۔ کل حاضری 30 تھی۔

ضلع فیصل آباد کے منتظمین تربیت و نائب زعماء تربیت کا ریفریشر کورس مؤرخہ 25 اکتوبر کو منعقد ہوا مرکز سے مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب اور مکرم مظفر احمد درانی صاحب نے شرکت کی کل حاضری 36 تھی بعد ازاں کھانا پیش کیا گیا۔

نظامت ضلع شیخوپورہ کے تحت مؤرخہ 25 ستمبر کو ریفریشر کورس کا انعقاد کیا گیا۔ مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبد الخالق صاحب اور مکرم مظفر احمد درانی صاحب نے شرکت کی کل 32 عہدیداران نے شرکت کی۔

ہزارہ، واہ کینٹ، اٹک مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب نے 28 و 29 اکتوبر ضلع ہزارہ، واہ کینٹ اور اٹک کا دورہ کیا عاملہ و سائقین کی میٹنگز کی گئیں۔ حاضری: واہ کینٹ 57، اٹک 9۔ ہزارہ 23 رہی۔

مجلس واہ کینٹ: مؤرخہ 9 اکتوبر کو بیت الحمد واہ کینٹ میں سائقین کا ریفریشر کورس ہوا کل حاضری 15 رہی۔

ضلع حافظ آباد کی 10 مجالس کے 60 انصار کا ریفریشر کورس اور پکنک پروگرام مؤرخہ 30 ستمبر کو ہوا۔ مرکز سے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب اور مکرم عبد الجلیل صادق صاحب اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نے شرکت کی۔

ننکانہ صاحب: 27 ستمبر کو مجلس چک نمبر 117 چھور مغلیاں کے سائقین و عاملہ کا ریفریشر کورس ہوا حاضری 12 رہی۔

ضلع سرگودھا: مؤرخہ 2 اکتوبر کو ضلعی عاملہ نگران حلقہ جات نگران بلاک لیڈرز ضلع سرگودھا کا ریفریشر کورس ہوا مرکز سے مکرم مظفر احمد درانی صاحب اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نے شرکت کی کل حاضری 49 تھی۔

ضلع خانیوال مؤرخہ 30 ستمبر کو مکرم عبد السمیع خان صاحب نے ضلع خانیوال کا دورہ کیا جس کے دوران ضلعی عاملہ مقامی عاملہ اور زعماء کا ریفریشر کورس ہوا کل حاضری 17 تھی۔

مجلس دارالحمد فیصل آباد میں مؤرخہ 25/اکتوبر کو شعبہ تربیت کے تحت ریفریشر کورس ہوا۔مرکز سے مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نے شرکت کی کل حاضری 10 تھی۔

تربیتی اجلاسات

سالانہ تربیتی اجلاس ربوہ: مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کی سالانہ پکنک اور تربیتی پروگرام مورخہ 26/نومبر 2011ء بروز ہفتہ صبح 9 بجے بیوت الحمد کالونی کے احاطہ میں ہوا۔افتتاحی تقریب کی صدارت مکرم سید قاسم احمد صاحب نائب صدر انصار اللہ نے کی۔اس موقع پر دعا کے موضوع پر درس قرآن مکرم مولانا مرزا محمد الدین ناز صاحب ناظر تعلیم القرآن، درس حدیث مکرم ظفر احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ اور درس ملفوظات مکرم محمد محمود طاہر صاحب ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ نے دیا۔اس کے بعد مقابلہ دینی معلومات، فی البدیہ تقریر، میوزیکل چیئر اور کلائی پکڑنا ہوئے۔اختتامی اجلاس کی صدارت محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے فرمائی۔آپ نے انعامات تقسیم کئے اور حاضرین سے خطاب کیا۔مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب زعیم اعلیٰ ربوہ نے شکریہ ادا کیا۔نماز ظہر وعصر کے بعد جملہ شرکاء کو کھانا پیش کیا گیا۔کل حاضری 250 تھی۔

میر پور آزاد کشمیر: مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب نے مؤرخہ 6/اکتوبر کو ضلع میر پور آزاد کشمیر کا دورہ کیا اور تربیتی اجلاس سے خطاب کیا۔کل 108 احباب نے شرکت کی۔

وقار عمل

دارالحمد فیصل آباد: مؤرخہ 11-10-21 کو دارالحمد فیصل آباد کے حلقہ جات نے وقار عمل کیا جس میں بیوت الذکر کی صفائی کی گئی۔کل حاضری 34 انصار تھی۔

ماڈل کالونی کراچی: مؤرخہ 25/ستمبر کو اجتماعی وقار عمل مین شاہراہ پر کیا گیا۔کل 40 انصار نے شرکت کی۔

مجلس واہ کینٹ: مؤرخہ 18/ستمبر کو بیت المحمود کے صحن کی صفائی کی گئی۔کل 45 انصار نے شمولیت کی۔

دارالنور فیصل آباد: مؤرخہ 11/ستمبر کو مجلس دارالنور فیصل آباد نے ایک وقار عمل بمقام کوکھووال قبرستان ہوا۔جس میں قبروں کو صحیح کیا گیا۔کل 28 انصار نے شمولیت کی۔

دارالحمد فیصل آباد: مجلس دارالحمد فیصل آباد نے ایک اجتماعی وقار عمل مؤرخہ 7/اکتوبر کو ہوا۔تمام حلقہ جات نے اپنے اپنے حلقہ میں انفرادی طور پر مرکز نماز و محلہ کی صفائی کی مجموعی طور پر 34 انصار نے شمولیت کی۔

مسعود آباد فیصل آباد ماہ ستمبر میں کل 3 اجتماعی وقارعمل کئے گئے جن میں اپنے اپنے حلقہ میں صفائی کا انتظام کیا۔

مجلس ڈرگ کالونی کراچی نے مؤرخہ 18 ستمبر کو اجتماعی وقارعمل کا انعقاد کیا۔کل حاضری 20 انصار رہی۔

مجلس گلشن پارک کے زیر انتظام ماہ ستمبر میں ایک اجتماعی وقارعمل کا اہتمام کیا گیا۔کل 96 انصار نے شمولیت کی۔

ایثار/ میڈیکل کیمپس

دارالحمد فیصل آباد: مؤرخہ 14/اکتوبر کو مجلس دارالحمد کے زیر انتظام حلقہ مظفر کالونی میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ کل 110 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

مجلس بیت الاحد لاہور نے مؤرخہ 11-08-19 کو ایک میڈیکل کیمپ بمقام رائے ونڈ میں لگایا جس میں 200 افراد کو ڈینگی سے بچاؤ کی ویکسین دی گئی۔

مجلس ڈرگ کالونی کراچی نے ماہ ستمبر میں کل 5 میڈیکل کیمپس لگائے اور سیلاب زدگان کی امداد کے لئے کل 40,000 روپے کا عطیہ جمع کروایا۔

کریم نگر فیصل آباد: مؤرخہ 11-11-14 کو مکرم زعیم صاحب اعلیٰ کریم نگر فیصل آباد نے بھٹو بستی نزد 2 چک رام دیوالی میں ڈینگی بخار سے بچاؤ کی ویکسین 35 گھرانوں میں اوسطاً 5 کس کے حساب سے تقسیم کی۔

مجلس دارالرحمت کنری: نے متاثرین سیلاب کے لئے بسکٹ، چائے کی پتی، آٹا، چاول، کپڑے اور اشیائے خوردونوش کے 500 بیگ اور تھیلیاں تقسیم کیں۔کل مالیت 20,000 روپے تھی۔نیز انتظارگاہ کی چھت چوری ہوگئی تھی جسے دوبارہ بنایا گیا اور سڑک میں موجود شگاف کو پر کروایا گیا جس پر کل 75,000 روپے کے اخراجات آئے۔عید الفطر کے موقع پر غرباء میں 10,000 کے تحائف تقسیم کئے گئے۔

مجلس دارالذکر فیصل آباد نے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے اشیا خوردنوش کے 35 پیکٹس، 2 من گندم، اور کل 37800 کی امداد کی۔

علاقہ فیصل آباد کی طرف سے ڈینگی بخار سے بچاؤ کے لئے کل دو ہزار گھروں کے 10,000 افراد تک ویکسین پہنچائی گئی۔نیز 400 افراد کی دوائی تیار کروا کر فوج کی ایک یونٹ میں بھی دی گئی۔

ضلع منڈی بھاؤالدین کی طرف سے ڈینگی بخار سے بچاؤ کے لئے تمام گھرانوں میں ہومیوپیتھک دوائی تقسیم کی گئی۔نیز مختلف جگہ میڈیکل کیمپس لگا کر 3,540 افراد میں دوائی تقسیم کی گئی۔

مجلس دارالنور فیصل آباد کی طرف سے ماہ ستمبر میں کل 3 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں مجموعی طور پر 118 افراد کو میڈیسن دی گئی کل خرچ 2,200 روپے تھا۔

نارووال: مؤرخہ 11-10-21 کو مرکز کی طرف سے ایک میڈیکل کیمپ مجلس انصاراللہ نارووال کی معاونت میں جماعت عینو والی ظفر وال میں لگایا گیا۔کل 500 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

رچنا ٹاؤن لاھور: مؤرخہ 11-10-2 کو مجلس رچنا ٹاؤن لاہور نے ایک میڈیکل کیمپ علی پارک برکت ٹاؤن میں لگایا۔کل 2,205 مریضوں نے استفادہ کیا۔

ضلع اسلام آباد کے تحت ماہ اکتوبر میں جو میڈیکل کیمپس لگائے گئے۔ان میں سے 10 ہومیوپیتھک اور 10 ایلوپیتھک تھے مجموعی طور پر 200 سے زائد مریضوں نے استفادہ کیا۔

ضلع حافظ آباد کے تحت ماہ اکتوبر میں 2 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں کل 147 مریضوں کو ادویات فراہم کی۔

ماڈل کالونی کراچی کے زیرانتظام ماہ اکتوبر میں 05 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں مجموعی طور پر 1101 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

مجلس ڈرگ کالونی کراچی کے زیرانتظام ماہ اکتوبر میں ڈینگی سے بچاؤ کے لئے گھروں میں ادویات تقسیم کی گئیں نیز ایک لیکچر کا اہتمام کیا گیا۔نیز حضورانور کا بیان فرمودہ ڈینگی سے بچاؤ کا نسخہ مجلس کے تمام گھروں میں تقسیم کیا گیا۔

انصاراللہ مقامی ربوہ کی طرف سے ڈینگی سے بچاؤ کے لئے مؤرخہ 11/اکتوبر کو ایک اجلاس کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے شرکت کی اور ڈینگی سے بچاؤ کے لئے نصائح کیں۔

ضلع شیخوپورہ کے تحت ماہ ستمبر میں 2 میڈیکل کیمپس لگائے گئے کل 153 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ضلع حافظ آباد کے زیرانتظام حضورانور کے بیان فرمودہ نسخہ ڈینگی سے بچاؤ کی کاپیاں کرواکر تمام گھروں میں تقسیم کی گئیں۔نیز ایک فری کیمپ کے دوران 353 افراد کو یہ میڈیسن مفت دی گئی۔

ضلع نارووال کے زیرانتظام ماہ اکتوبر میں 591 افراد کو ڈینگی سے بچاؤ کی ادویات فراہم کی گئیں۔

شالا مار ٹاؤن کے زیرانتظام ماہ ستمبر میں 5 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا کل 1295 مریضوں کا علاج کیا گیا

مجلس حیدرآباد کے عہدیداران نے ماہ ستمبر میں سیلاب متاثرین کی امداد کے لئے کل 7 دورہ جات کئے جن میں مجموعی طور پر راشن پیک کی تیاری وتقسیم،خیموں اور مچھر دانیوں کی تقسیم،پانی صاف کرنے والی گولیوں کی تقسیم،فری میڈیکل کیمپ کی

سہولیات کی فراہمی کی گئی۔نیز وقارِ عمل اور اضلاع کے ساتھ رابطہ کی غرض سے ایک میٹنگ بھی کی گئی۔48 متاثرین کو راشن 35 خیمے اور 40 مچھر دانیاں بھی تقسیم کی گئیں۔

مجلس گلشن پارک کے زیر انتظام ماہ ستمبر میں 2 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں کل 336 مریضوں کا علاج کیا گیا کل اخراجات 3,720 روپے ہوئے۔مجلس گلشن پارک کے زیر انتظام ماہ ستمبر میں 37 انصار کی طرف سے 4,695 روپے کی امداد ناداروں اور غریبوں میں دی گئی۔نیز ڈینگی سے بچاؤ کی ویکسین کی تقسیم بھی کی گئی۔

ضلع اسلام آباد میں ماہ ستمبر میں کل 3 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں کل 226 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

حلقہ مسعود آباد فیصل آباد کے زیر انتظام ڈینگی سے بچاؤ کے لئے ایک فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا کل 53 گھرانوں کے 425 افراد کو دوائی دی گئی نیز ڈینگی سے بچاؤ کے لئے ایک طبی لیکچر کا اہتمام بھی کیا گیا جس میں کل 127 افراد نے شرکت کی۔

صحت جسمانی/پکنک

پکنک انصار اللہ پاکستان: انصاراللہ پاکستان کی سالانہ پکنک مورخہ 3/اکتوبر 2011ء کو بیوت الحمد پارک میں بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔جس میں جملہ اراکین عاملہ اور کارکنان دفتر انصار اللہ پاکستان شریک ہوئے۔نماز مغرب وعشاء کے بعد عشائیہ پیش کیا گیا۔محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی،محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب سابق صدر مجلس انصار اللہ اور سید میر محمود احمد ناصر صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔

ماڈل کالونی کراچی: مؤرخہ 25 ستمبر کو کلائی پکڑنا،میوزیکل چیئر اور ٹیبل ٹینس کے مقابلہ جات کروائے۔

مجلس دارالحمد فیصل آباد کے زیر انتظام مؤرخہ ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا جس میں دوڑ اور کلائی پکڑنا کے مقابلہ جات کروائے گئے۔کل 34 انصار نے شرکت کی بعد ازاں پوزیشن لینے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

مجلس ڈرگ کالونی کے تحت مؤرخہ 28 ستمبر کو کلائی پکڑنا کا مقابلہ کرایا گیا کل 6 انصار نے حصہ لیا۔

علاقہ فیصل آباد کی عاملہ کا عید ملن اور پکنک کا پروگرام یکم ستمبر کو ہوا کل 12 اراکین نے شمولیت کی۔

ضلع سانگھڑ کے زیر انتظام ایک پکنک کا انتظام مؤرخہ 03 جولائی کو کیا گیا کل 24 انصار نے شرکت کی۔

ضلع کوئٹہ : مؤرخہ یکم ستمبر کو ضلع کوئٹہ کی پکنک کا پروگرام ہوا کل حاضری 20 تھی.

مارٹن روڈ: مؤرخہ 18 ستمبر کو مجلس مارٹن روڈ کے تحت پکنک کا پروگرام ہوا کل 19 انصار نے شرکت کی۔

دارالحمد فیصل آباد: مؤرخہ 25 ستمبر کو ایک پکنک منائی گئی جس میں 44 انصار نے شرکت کی۔

کریم نگر ضلع فیصل آباد کے تحت 9 اکتوبر 2011 کو ممبران عاملہ نے کھیوڑہ سالٹ مائنز کا معلوماتی تفریحی سفر کیا کل 13 اراکین عاملہ نے شرکت کی۔

مجلس صدر راولپنڈی: مؤرخہ 25 ستمبر کو ایک پکنک کا اہتمام کیا گیا جس میں کل 353 انصار نے شمولیت کی۔نیز ایک طبی لیکچر کا اہتمام کیا گیا جس میں شوگر اور بلڈ پریشر کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی۔

ماڈل کالونی کراچی: مؤرخہ 16 اکتوبر کو ایک پکنک کا انعقاد PAF میوزیم شاہراہ فیصل پر ہوا۔حاضری 39 رہی۔

مجلس واہ کینٹ: مؤرخہ 16 اکتوبر کو بمقام "لیک ویو پارک" پکنک ہوئی۔کل 48 انصار نے شرکت کی۔

مقابلہ مقالہ نویسی

☆ 2011-12 زیر اہتمام مجلس انصاراللہ پاکستان خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی یادگار کے طور پر مجلس انصاراللہ تمام ذیلی تنظیموں کے مابین مقابلہ مقالہ نویسی منعقد کرواتی ہے اور گرانقدر انعامات پیش کئے جاتے ہیں۔سال 2011-12 کے عناوین درج ذیل ہیں۔

انصاراللہ: پیش گوئی حضرت مصلح موعود کے دائمی اثرات۔**خدام الاحمدیہ**: خلفاء سلسلہ کی تحریکات **اطفال الاحمدیہ**: ایفائے عہد۔**لجنہ اماءاللہ**: پردہ کی اہمیت و افادیت۔**ناصرات الاحمدیہ**: دینی تعلیم کی اہمیت و برکات ☆ مقالہ جات جمع کروانے کی آخری تاریخ 30 ستمبر 2012ء ہے۔براہِ کرم زیادہ سے زیادہ افراد کو اس مقابلے میں شریک ہو کر حضرت سلطان القلمؑ کے معاون بننے کی طرف خصوصی طور پر توجہ دلائیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

سال 2011ء۔ چند شعبہ جات کے نائبین اور کارکنان محترم صدر مجلس کے ہمراہ

اشاعت کمیٹی

قیادت عمومی

قیادت تربیت

شعبہ اشاعت ونائب مدیران ماہنامہ انصاراللہ

مجلس عاملہ انصاراللہ مقامی ربوہ سال 2011ء

Regd # FR - 8

Monthly
ANSARULLAH

January 2012

Editor:
Muhammad Mahmood Tahir
(c.nagar:35460) E-mail: ansarullahpakistan@gmail.com
Ph: 047-6212982 Fax: 047-6214631 Cell: 0336-7700250

شعبہ اشاعت محترم صدر مجلس کے ہمراہ

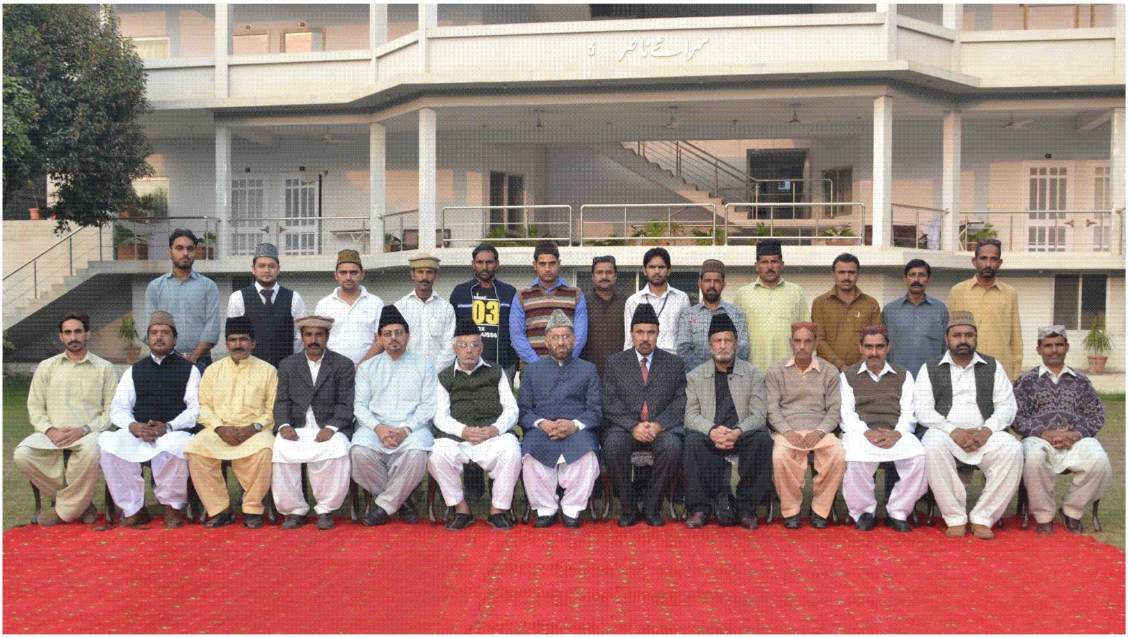

کارکنان انصاراللہ پاکستان محترم صدر مجلس کے ہمراہ